جلد ۳ اکتوبر ۱۹۶۲ء شمارہ ۱۰

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ: پانچ روپے قیمت فی پرچہ: آٹھ آنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان!

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اکتوبر سنہ ۱۹۶۲ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- پانچ روپے — فی پرچہ:- پچاس پیسے

فہرست مضامین

طابع و ناشر:- محمد ابراہیم ٭ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ "انصار اللہ" دارالصدر جنوبی ربوہ ٭

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۳ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۰

(۱۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ

قرآن مجید کا ایک واضح حکم اور اُس پر عمل کر دکھانے کا وقت

خدا تعالیٰ کے مامور دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اسی لئے پہلے وہ لوگوں کو ایک مرکز پر جمع کر کے اُن کی تربیت کرتے ہیں اور پھر آگے چل کر ان تربیت یافتہ منتخب اشخاص کے ذریعہ ہی دنیا رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان روحانی انقلاب سے ہمکنار ہوتی ہے۔ جو لوگ ہمہ وقت مامور من اللہ کے گرد جمع رہتے ہیں ان کی تربیت تو ہر وقت ہوتی رہتی ہے اور سب سے زیادہ فیض حاصل کرنے والے وہی ہوتے ہیں لیکن جو دُور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں مامور من اللہ ان کی تربیت اور روحانی ترقی کے لئے خاص خاص مواقع پر انہیں پکارتا ہے اُس کی آواز پر وہ اپنے سب کام کاج چھوڑ کر اور دُور و دراز کا سفر طے کر کے اُس کے حضور میں پہنچ جاتے ہیں اور کچھ عرصہ اُس کی خدمت میں رہ کر تزکیۂ نفس اور روحانی ترقی کے ضمن میں وہ کچھ حاصل کر لیتے ہیں کہ جو برسوں کی ریاضت کے بعد بھی انہیں حاصل نہ ہو سکتا۔ ایسے غیر معمولی مواقع جبکہ مامورینِ الٰہی اپنے متبعین کو آواز دیکر بلاتے ہیں بے انتہا خیر و برکت اور یُمن و سعادت کے حامل ہوتے ہیں۔ ایسے مواقع سے فائدہ اٹھانا انسان کی انتہائی خوش بختی اور بلند اقبالی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مامور من اللہ پر ایمان لانے والوں کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ جب بھی مامور من اللہ انہیں آواز دے تو وہ دیوانہ وار اُس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اُس کی خدمت میں آحاضر ہوں تاکہ وہ تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب کی دولت سے مالامال ہو کر واپس لوٹیں اور خدا کے ہاں فلاح پانیوالوں

میں ان کا شمار ہو۔ اللہ تعالیٰ سورہ جمعہ میں فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ؁ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ؁

(الجمعہ آیات ۱۰-۱۱)

اے مومنو! جب تمہیں جمعہ کے دن صلوٰۃ کیلئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کے لئے جلدی جایا کرو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دیا کرو۔ اگر تم کچھ بھی علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے اچھی بات ہے۔ اور جب صلوٰۃ ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو اور اللہ کا فضل تلاش کیا کرو اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

ان آیات میں بظاہر تو نماز جمعہ کا ہی ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں یہ تلقین فرمائی ہے کہ جب جمعہ کی نماز کے لئے پکارا جائے تو تمام مومنوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر قسم کے دنیوی کاروبار چھوڑ کر نماز کے لئے آ جمع ہوں اور جب نماز ختم ہو جائے تو پھر زمین میں دوبارہ پھیل کر اللہ کا فضل تلاش کریں اور اس کا فضل تلاش کرنے کا طریق یہ ہے کہ واپس جا کر بھی بکثرت ذکر الٰہی کرتے رہیں اسی میں ان کی تمام تر کامیابی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔ لیکن ان ظاہری معنوں کے علاوہ ان آیات میں ایک وسیع تر مضمون کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں "یوم الجمعہ" سے مراد مامور من اللہ کا زمانہ یعنی وہ تمام عرصہ ہے جس میں کہ اس کی بعثت کا اصل مقصد بتمام و کمال پورا ہو کیونکہ وہ منتشر اور بکھری ہوئی انسانیت کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے ہی آتا ہے۔ اسی طرح "الصلوٰۃ" سے مراد روحانی تربیت اور تزکیہ نفس و تطہیر قلب کی وہ کیفیت ہے جو مامور من اللہ کے فیض صحبت اور اس کی قوت قدسی کی بدولت اس کے متبعین کو میسر آتی ہے کیونکہ عربی لغت کی رو سے صلّی کے معنی کسی چیز کو آگ پر سینک دے کر اُسے گرمی پہنچانا بھی ہوتے ہیں اور صلّی العصا علی النار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لوّحھا ولیّنھا وقوّمھا (المنجد) یعنی یہ کہ لکڑی کو آگ پر گرم کیا اور پھر اُسے نرم کر کے اس کی کجی کو دور کیا۔ نماز کو بھی صلوٰۃ اسی لئے کہا گیا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور تذلّل اختیار کرنے سے ہر کجی سے پاک ہو کر ہر لحاظ سے صاف، سیدھا اور کھرا ہو جاتا ہے چنانچہ ان معنوں کی تائید خود قرآن مجید کی آیت اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ سے بھی ہوتی ہے۔

"یوم الجمعۃ" اور "الصلوٰۃ" کے ان معنوں کی رو سے ان آیات کا وسیع تر مفہوم یہ ہے کہ مامور من اللہ پر ایمان لانے والوں کا یہ فرض ہے کہ جب بھی مامور من اللہ یا اس کے قائم کردہ مرکز کی طرف سے تربیت و اصلاح

اور تزکیہ وتطہیر قلوب کی غرض سے انہیں بُلایا جائے تو وہ خرید و فروخت یعنی ہر قسم کے دنیوی کاروبار اور مشغولیتیں چھوڑ کر دیوانہ وار اپنے مرکز میں آجمع ہوں اور جب مرکز میں قیام کرنے کی وجہ سے اُن کی تربیت مکمل ہوجائے اور مامور من اللہ یا اس کے نائبین کے فیضِ صحبت اور اجتماعی ذکرِ الٰہی کے نتیجہ میں دلوں کی مَیل دُور ہوجانے کے باعث وہ تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب کی دولت سے مالا مال ہوجائیں تو پھر بے شک اپنے اپنے مقام پر واپس چلے جائیں اور پہلے ہی کی طرح زمین پر پھیل جائیں اور اپنی اُس خصوصی تربیت سے فائدہ اُٹھا کر ایسے کام بجا لائیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی رحمت اور برکت کو جذب کرنے والے ہوں اور جس طرح انہوں نے مرکز میں مامور من اللہ یا اُن کے نائبین کی پاک صحبت میں رہ کر اپنے دن اور رات ذکرِ الٰہی میں بسر کئے تھے اسی طرح وہ واپس جاکر بھی بکثرت ذکرِ الٰہی کرتے رہیں۔ یہی وہ طریق ہے جس پر چل کر وہ فلاح پا سکتے ہیں۔

اِن آیات کے اوّل مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تھے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپؐ کے صحابہؓ نے آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتے اور آپ کی خدمتِ اقدس میں ہمہ وقت حاضر رہ کر پروانہ وار آپ پر نثار ہونے کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کیا کہ اُس کی مثال کسی اور نبی کی اُمت میں نہیں ملتی۔ وہ کیوں نہ ایسا نمونہ پیش کرتے جبکہ آپ نے سورۃ جمعہ کی ابتدائی آیات هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○ کے مطابق اپنی بے مثال قوّتِ قدسیہ کی مدد سے اُن کی ایسی عدیم النظیر تربیت فرمائی اور انہیں تزکیۂ نفوس وتطہیرِ قلوب کی دولت سے ایسا مالا مال فرمایا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی کایا پلٹ گئی اور اُن کی ہستی پر ایسا عظیم الشان انقلاب وارد ہوا کہ وہ اِس زمین پر زندگی بسر کرنے کے باوجود عالمِ بالا کی مخلوق نظر آنے لگے۔ یوں تو آپؐ قریباً ہر نماز کے بعد ہی مسجد میں کچھ دیر تشریف فرما رہ کر حاضر الوقت اصحاب کو تعلیم وتلقین فرماتے رہتے تھے لیکن احادیث میں آتا ہے کہ آپؐ کبھی کبھی وقت اور دن مقرر کر کے مخصوص مجلسِ ارشاد کا بھی اہتمام فرماتے تھے۔ اس میں شرکت کے لئے خاص طور پر لوگوں کو بلایا جاتا تھا اور آپؐ کی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی ایک مسلمان بھی اس میں شرکت کی سعادت سے محروم نہ رہے۔ چنانچہ صحابہؓ جوق در جوق آکر ایسی مخصوص مجالس میں شریک ہوا کرتے تھے اور علم وحکمت اور حقائق ومعارف سے اپنی جھولیاں بھر کر اور تزکیۂ نفوس وتطہیرِ قلوب کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس لوٹا کرتے تھے۔ یہی وہ تعلیم وتلقین اور روحانی تربیت تھی جس نے انہیں کچھ سے کچھ بنا دیا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آواز پر لبیک کہہ کر خدمتِ دین کے سلسلہ میں وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دئے کہ آج بھی اغیار ان پر داد دئے اور عش عش کئے بغیر نہیں رہتے۔

پھر اس آخری زمانہ میں سورہ جمعہ کی اِن آیات کے مخاطب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی جماعت کے افراد ہیں کیونکہ جیسا کہ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے الفاظ سے ظاہر ہے سورہ جمعہ کا مسیح موعود کی بعثت اور اس کے متبعین سے گہرا تعلق ہے۔ سورہ جمعہ کی تفسیر میں اس تعلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

" اللہ تعالیٰ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کے مصداق گروہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ط یعنی اے مومنو! جب تم نماز کے لئے جمعہ کے دن پکارے جاؤ تو اللہ کے ذکر کی طرف کوشش کر کے چلے آؤ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ یہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔۔۔۔

یہ بالاتفاق مانا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود و مہدی مسعود کا زمانہ ہے کھلے الفاظ میں میں یوں کہتا ہوا کہ یہ قوم ہماری احمدی قوم ہے اور اِن آیات میں تم کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا ہے مسیح موعود کا زمانہ بھی حقیقت میں ایک روحانی جمعہ ہے اور یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے مراد وہی قوم ہو سکتی ہے جو مسیح موعود کو ماننے والی ہے" (تفسیر سورۃ جمعہ ص ۵۳، ۵۴)

چنانچہ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس آخری زمانہ میں اسلام کو از سرِ نو زندہ کرنے کیلئے مبعوث کئے گئے تھے اپنے اصحابؓ کی اِس رنگ میں تربیت فرمائی اور اپنی قوتِ قدسی اور فیضِ صحبت سے ان کی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا کیا جو اس زمانہ میں اپنی مثال آپ ہے یوں تو آپ اپنے صحابہؓ کو بار بار یہی تلقین فرماتے تھے کہ وہ مرکز میں آ کر آپ کی صحبت میں رہیں اور آسمانی انوار و برکات سے فیضیاب ہوں، اور صحابہؓ بکثرت آتے بھی تھے اس کے باوجود آپ نے صحابہؓ کو متعدد مواقع پر قادیان میں جمع ہونے کے لئے بلایا اور وہ دیوانہ وار کھنچے چلے آئے اور پھر تربیت و اصلاح کے اِس خصوصی سلسلہ کو دوام بخشنے کے لئے آپ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور اس کی عظیم الشان برکات کو جماعت پر پورے شدّ و مد کے ساتھ واضح فرمایا چنانچہ اُس وقت سے ہی یہ بابرکت جلسہ سال کے سال پوری آب و تاب کے ساتھ منعقد ہوتا چلا آ رہا ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ کے قرآنی حکم کے ماتحت احمدی احباب دنیا کے کونے کونے سے اِس میں شمولیت کے لئے دیوانہ وار اپنے مرکز کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور اس کی عظیم الشان برکات سے فیضیاب ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں آنیوالی نسلوں کے لئے تربیت و اصلاح کے ایسے

مزید مواقع پیدا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت میں خدام اور انصار کے اجتماعات کی بنیاد ڈالی ہے اور ان میں شمولیت کو زندگی کی علامت کے طور پر ضروری قرار دیا ہے سورۃ الجمعہ کی مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں اِن اجتماعات کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ اِن میں شمولیت اختیار کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کے حکم فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ پر عمل کرنے کی سعادت سے بہرہ مند ہونا ہے اور اپنے آپ کو اس بات کا اہل بنانا ہے کہ ہمارا شمار بھی خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن لوگوں میں ہو سکے جن کیلئے اِس جہان اور اگلے جہان میں فلاح مقدر ہے۔ یہ عظیم الشان سعادت اب پھر ہمارے حصہ میں آنیوالی ہے کیونکہ مرکز کی طرف سے انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کے انعقاد کی ندا بلند ہو چکی ہے۔ یہ بابرکت اجتماع اس ماہ کے آخر میں یعنی ۲۶، ۲۷، ۲۸۔ اکتوبر کو ربوہ میں دعاؤں، ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کی مخصوص روایات کے ساتھ پھر منعقد ہو رہا ہے جس میں انصار اللہ کو علم و حکمت، حقائق و دقائق اور تزکیۂ نفوس و تطہیرِ قلوب کی دولت سے مالا مال ہونیکا انمول موقع میسر آئے گا اور بفضلہ تعالیٰ دن اور رات ذکر الٰہی میں مشغول رہ کر خالص روحانی ماحول میں زندگی بسر کرنے کی توفیق ملے گی۔

سو اے انصار اللہ! اپنے اِس اجتماع کو معمولی اجتماع نہ سمجھو۔ اِس کے انعقاد کی ندا دراصل ظلّی رنگ میں نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ کی ندا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ پر عمل کرتے ہوئے سب کام کاج چھوڑ کر اور تمام مصروفیتیں ترک کر کے دوڑتے ہوئے آؤ اور یاد رکھو ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ کے تحت اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ تمہارے لئے اب اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ تم جانتے ہو اور اچھی طرح جانتے ہو اور اِس لئے جانتے ہو کہ اِس معاملہ میں تم صاحبِ تجربہ ہو کہ یہ اجتماع دعاؤں ذکر الٰہی اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں تزکیۂ نفوس و تطہیرِ قلوب کی جن مخصوص روایات کے ساتھ منعقد ہوتا ہے وہ اپنی جگہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اِس میں شمولیت کی بدولت جس طرح دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنے اور خدائی انوار و برکات کا نزول بچشم خود مشاہدہ کرنے کے انمول مواقع میسر آتے ہیں اور ان کے زیرِ اثر جس طرح ایمان میں ایک نئی پختگی اور قلوب و اذہان میں ایک نئی جلاء اور روشنی سے بہرہ اندوز ہونے کی غیر معمولی سعادت حصہ میں آتی ہے وہ اِن ایام میں اپنے اپنے مقامات پر گھروں میں بیٹھ رہنے سے ہرگز ہرگز میسر نہیں آسکتی۔ اِس عظیم الشان سعادت کے حصول کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ جبکہ اجتماع کے انعقاد کی ندا مرکز کی طرف سے بلند ہو چکی ہے تم بیتابی کے ساتھ اِس کے انعقاد کی تاریخوں کے منتظر رہو۔ اِس کے انتظار میں گن گن کر دن گذارو اور بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوتے ہی اِس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے دیوانہ وار دوڑتے چلے آؤ اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھاؤ کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مقدس زمرہ میں شمولیت کے باعث فَاسْعَوْا

اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ پر عمل کو تم جزوِ ایمان سمجھتے ہو اور خوب جانتے ہو کہ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ اِس اجتماع میں شمولیت دراصل قرآنی حکم کی تعمیل سے بہرہ مند ہونا ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا اور اُس کی خوشنودی کے حصول کا اپنے آپ کو اہل بنانا ہے۔ یہ اتنی بڑی کامیابی ہے کہ کوئی دنیوی مصروفیت اِس میں شمولیت کی سعادت سے محرومی کا باعث نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی مومن دینی منافع کی خاطر دنیوی منافع کو قربان نہیں کرسکتا تو وہ صحیح معنوں میں مومن کہلانے کا کیوں کر مستحق بن سکتا ہے۔ ایمان کا تو تقاضا ہی یہ ہے کہ انسان دین کی راہ میں بلند ہونیوالی ہر آواز پر لبیک کہے اور دیوانہ وار لبیک کہے اور اِس رنگ میں لبیک کہے کہ نفس کا بہانہ تو کجا اپنے اختیار کی بڑی سے بڑی مصروفیت بھی روک ثابت نہ ہوسکے۔ اجتماع میں شمولیت میں خسارہ کا سوال ہی نہیں اِس میں تو نفع ہی نفع ہے اور بے اندازہ نفع، اتنا بڑا نفع کہ خدا تعالیٰ مرکز کی آواز پر دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے وہاں آ جمع ہونے کے حق میں فرماتا ہے ذَالِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کہ اگر تم سمجھو تو اِس میں تمہارے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ جس امر کو خدا تعالیٰ خیر و برکت کا موجب قرار دے اُس میں خسارہ کا سوال ہی کب پیدا ہوسکتا ہے بلکہ کسی خسارہ یا مالی نقصان کے احتمال کو ایک لمحہ کے لئے بھی تصوّر میں لانا کفر کا مرتکب ہونے کے مترادف ہے۔

پس اے انصار اللہ! اپنے انصار اللہ ہونے کا ثبوت دو۔ آؤ اور نحن انصار اللّٰہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آؤ۔ علم و حکمت اور بصیرت و معرفت سے اپنی جھولیاں بھرو اور تزکیۂ نفوس و تطہیر قلوب کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے گھروں کو لوٹو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اپنی ذراسی غفلت اور سستی کی وجہ سے نہ صرف اِن بے انداز روحانی منافع سے محروم رہو بلکہ خدانخواستہ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوًا انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَ تَرَکُوْکَ قَآئِمًا ط کے مصداق ٹھہرو۔ یقیناً یقیناً یقیناً جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لہو تو لہو، تجارت سے بھی بدرجہا بہتر اور نفع رساں ہے، خدا خود فرماتا ہے مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ٥

اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء تو ہم میں سے ہر ایک کو اجتماعی ذکر الٰہی اور غیر معمولی دعاؤں اور ان کی قبولیت کے اِس انمول موقع سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرما اور ہم میں سے ایک فرد بھی ایسا نہ ہو جو کسی جائز عذر کے بغیر محض سستی اور غفلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان فیضان سے منہ موڑنے والا ہو۔ آمین یا ارحم الراحمین۔ وما توفیقنا الّا باللّٰہ العظیم ۔

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کے آرزومند ہو تو صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو

ہر لحاظ سے تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہؓ کی تھی

صحابہ کرامؓ نے جو غیر معمولی دینی و دنیوی ترقی کی اس کا راز یہ تھا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت کی اور اپنے آپ کو فنافی الرسول کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ ہم جو مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہیں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اطاعت کا وہی نمونہ دکھائیں۔ اگر ہم اس مقام پر پہنچ جائیں جس پر صحابہؓ تھے تو ہماری ترقی دن دگنی اور رات چوگنی ہو سکتی ہے۔ ذیل میں ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح میں سے ایک حصہ درج کرتے ہیں جو اس سنہری گُر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (ادارہ)

"اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے، بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔ اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بُت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھے۔ ان میں ایک کشش اور قوت تھی جو بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتی تھی۔ اور پھر آپؐ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور ان کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا وہ بے اختیار ہو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔

غرض صحابہؓ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اُسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونہ سے ہوتی ہے اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو، غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہؓ کی تھی۔

جو لوگ ہمارے مخالف ہو کر ہم کو گالیاں دیتے ہیں اور دجّال اور کافر کہتے ہیں ہم اس کی ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک آدمی کو نورِ فطرت اور قوتِ فیصلہ عطا کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہو کر بہہ نکلی تھیں۔ ان کی اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو اُن کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کیلئے تھی، ورنہ اگر وہ تلوار نہ بھی اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا اس میں کوئی تکلّف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدق ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہرا۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار سے کام لیتا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔

یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جا سکتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہی تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار و تنزل کے نشانات ہیں مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پھر اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سر ہے کہ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جائے۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارِ گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپ نے کچھ فرمایا اپنی تمام آراؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے اور آپ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت، یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔"

(الحکم نمبر ۵، سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی کلام

اسلام کی سربلندی کے لئے تڑپ

وَقَدْ ذَابَ قَلْبِیْ مِنْ مَّصَائِبِ دِیْنِنَا ۔۔۔ وَاَعْلَمُ مَا لَا یَعْلَمُوْنَ وَ اُبْصِرُ

میرا دل دین اسلام کی مصیبتوں کو دیکھ کر پگھل گیا ہے۔ اور مجھے وہ باتیں معلوم ہیں جو دوسرے لوگ نہیں جانتے۔

وَبَثِّیْ وَحُزْنِیْ قَدْ تَجَاوَزَ حَدَّہٗ ۔۔۔ وَلَوْ لَا مِنَ الرَّحْمٰنِ فَضْلٌ اُتَبَّرُ

اور میرا غم اور حزن حد سے بڑھ گیا ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔

وَعِنْدِیْ دُمُوْعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَاٰقِیَا ۔۔۔ وَعِنْدِیْ صُرَاخٌ لَّا یَرَاہُ الْمُکَفِّرُ

میرے پاس وہ آنسو ہیں جنہوں نے آنکھوں کو بھر دیا ہے اور میرے دل میں وہ آہیں ہیں جن کو مجھے نہ ماننے والا نہیں دیکھتا

وَلِیْ دَعَوَاتٌ صَاعِدَاتٌ اِلَی السَّمَا ۔۔۔ وَلِیْ کَلِمَاتٌ فِی الصَّلَابَۃِ تَقْعَرُ

اور میں دین کیلئے وہ دعائیں کر رہا ہوں جو آسمان پر قبول ہو رہی ہیں۔ اور میرے مُنہ سے وہ باتیں نکل رہی ہیں جو سخت پتھر میں اثر انداز ہو جاتی ہیں

وَاُعْطِیْتُ تَاْثِیْرًا مِّنَ اللّٰہِ خَالِقِیْ ۔۔۔ وَتَاْوِیْ اِلٰی قَوْلِیْ قُلُوْبٌ تُطَھَّرُ

میں اپنے پیدا کرنیوالے خدا سے ایک خاص تاثیر دیا گیا ہوں۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں پاک دل میری طرف جُھک رہے ہیں۔

وَاِنَّ جَنَانِیْ جَاذِبٌ بِصِفَاتِہٖ ۔۔۔ وَاِنَّ بَیَانِیْ فِی الصُّخُوْرِ یُؤَثِّرُ

اور میرا دل اپنی اعلیٰ صفات کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے والا ہے۔ اور میرا حسن بیان پتھروں میں بھی اثر کرتا ہے۔

حَفَرْتُ جِبَالَ النَّفْسِ مِنْ قُوَّۃِ الْعُلٰی ۔۔۔ فَصَارَ فُؤَادِیْ مِثْلَ نَھْرٍ تُفَجَّرُ

میں نے نفس کے پہاڑوں کو آسمانی قوت سے کھود دیا پس میرا دل اس نہر کی طرح ہو گیا جو پہاڑوں میں سے نکالی جاتی ہے

وَاُعْطِیْتُ مِنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ مِّنَ الْھُدٰی ۔۔۔ فَکُلُّ بَیَانٍ فِی الْقُلُوْبِ اُصَوِّرُ

اور مجھے ہدایت کی ایک نئی پیدائش دی گئی۔ سو میرا ہر ایک بیان دلوں میں نقش ہوتا جاتا ہے۔

(القصیدۃ الاعجازیۃ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فارسی کلام

اشاعتِ قرآن کے لئے تڑپ

دردا کہ حُسنِ صورتِ فرقاں عیاں نماند — آں خود عیاں مگر اثرِ عارفاں نماند

افسوس کہ قرآن کے چہرہ کی خوبصورتی پوشیدہ ہوگئی — وہ خود تو ظاہر ہے مگر عارفوں کا نشان نہیں رہا۔

مردم طلب کنند کہ اعجازِ آں کجاست — صد درد صد دریغ کہ اعجاز داں نماند

لوگ پوچھتے ہیں کہ اس کا اعجاز کہاں گیا۔ (اعجاز تو ہے) لیکن سخت رنج کی بات یہ ہے کہ کوئی اعجاز داں نہیں رہا۔

کوریم و از کمالِ تغافل بچشمِ ما — آں رُوئے خوب و گیسوئے عنبر فشاں نماند

ہم خود تو اندھے ہیں، مگر حد درجہ غفلت کی وجہ سے ہماری نظر میں وہ خوبصورت چہرہ اور خوشبودار زلفیں نہیں رہیں۔

بینم کہ ہر یکے درِ غمِ نفس مبتلاست — کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجاں نماند

مَیں دیکھتا ہوں کہ ہر شخص اپنے ذاتی تفکرات میں مبتلا ہے — کسی کو بھی قرآن کی اشاعت کا دلی فکر نہیں رہا۔

جانم کباب شد زغمِ ایں کتابِ پاک — چنداں بسوختم کہ خود اُمیدِ جاں نماند

اس کتاب کے غم میں میری جان کباب ہو گئی — اور مَیں اس قدر جل گیا ہوں کہ بچنے کی کوئی اُمید نہیں

اے سیّد الوریٰ مددے وقتِ نصرت است — در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

اے مخلوقات کے سردار! مدد فرمایئے نصرت کا وقت ہے — کیونکہ تیرے باغ میں کوئی بھی باغباں نہیں رہا۔

صد بار رقص ہا کنم از خُرّمی اگر — بینم کہ حُسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

مَیں خوشی کے مارے سینکڑوں دفعہ رقص کروں۔ اگر یہ دیکھ لوں کہ قرآن کا دلکش جمال پوشیدہ نہیں رہا۔

(اشتہار اہلِ اسلام کی فریاد)

اسلام کی ترقی ذکرِ الٰہی پر زور دینے سے ہی ہوگی

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

فرض عبادت کے علاوہ بھی خدا تعالیٰ کی صفات کو بار بار سامنے لانا اور ذکر الٰہی کرنا روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ اس سے انسان کو ایک نور حاصل ہوتا ہے جس سے وہ اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے۔ بعدازاں اسے ایسی طاقت حاصل ہوتی ہے جس سے وہ تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرسکتا ہے۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سورۃ القریش کی تفسیر کرتے ہوئے فلیعبدوا ربّ ھٰذا البیت کی آیت کے ماتحت ذکر الٰہی کی طرف نہایت مؤثر الفاظ میں توجہ دلائی ہے جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ہم احباب سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ اس سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ (ادارہ)

"ہماری جماعت جب ظلّی رنگ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی جماعت ہے اور ظلّ محمد پر ایمان لاکر ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں تو ہمیں بھی وہی کچھ کرنا پڑے گا جو صحابہؓ نے کیا۔ اللہ تعالےٰ ان آیات میں زمانہ محمدی کے لوگوں سے کہتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ تم کو چاہیئے کہ تم عبادتوں میں اپنا وقت لگاؤ اور ذکرِ الٰہی کی عادت ڈالو۔ یہی کام احمدیوں کا ہے مگر افسوس ہے کہ احمدیوں نے اب تک اس مقام کو نہیں پایا۔ کتنے احمدی ہیں جو اس معیار پر پورے اترتے ہیں۔ بے شک دوسروں سے زیادہ چندہ دینے والے احمدی موجود ہیں مگر چندہ سے تو دین نہیں پھیلتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ کہ دین کی ترقی تو نفس کی صفائی اور عبادت کی کثرت سے ہوتی ہے مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ ذکر الٰہی اور عبادت کی طرف بہت ہی کم توجہ ہے۔ فرض نمازیں بے شک وہ دوسروں سے زیادہ ادا کرتے ہیں مگر ذکرِ الٰہی کرنا، مساجد میں بیٹھنا، راتوں کو اٹھ کر تہجّد ادا کرنا، اعتکاف کرنا، یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے اور جو نفس کی اصلاح کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتی ہیں مگر ہماری جماعت کی توجہ ان کی طرف بہت کم ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعائیں کیں ان میں بھی آتا ہے کہ الٰہی تیرے لئے اعتکاف کرنے والے لوگ اور تیری عبادت میں اپنا وقت گزارنے والے لوگ میری اولاد میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ احمدیوں کو اس طرف بہت کم توجہ ہے حالانکہ جب تک ان باتوں کی طرف توجہ نہ ہو انسان کا نفس کبھی جلا نہیں پاتا۔ جلاءِ نفس ہمیشہ ذکرِ الٰہی سے ہوتا ہے۔ نمازوں کے متعلق بھی مَیں دیکھتا ہوں کہ اس امر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی کہ نمازیں آہستگی

کے ساتھ پڑھیں۔ لوگ سنّتیں جلدی جلدی ختم کر کے مسجد سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ ٹھہر ٹھہر کر نمازیں پڑھا کریں اور اپنے اوقات کا ایک بڑا حصّہ ذکرِ الٰہی اور دعاؤں میں صرف کیا کریں اور دوسرے مسلمانوں سے بھی اُنہیں یہی کہنا چاہیئے کہ وہ عبادت اور ذکرِ الٰہی پر زور دیں کیونکہ اسلام کی اصل ترقی ذکرِ الٰہی اور عبادت پر زور دینے سے ہی ہوگی۔

تاریخوں سے ثابت ہے کہ جب رومی سفیر مسلمانوں کی حالت دیکھ کر واپس گیا تو اُس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ مسلمانوں کے مقابلہ میں جیت نہیں سکتے۔ اُس نے پوچھا کیوں۔ رُومی سفیر نے جواب دیا کہ وہ تو سارا دن لڑتے اور ساری رات اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرتے ہیں۔ وہ آدمی نہیں بلکہ جنّ معلوم ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر زور دینا ایسا نور پیدا کر دیتا ہے جس سے پہلے انسان کو اپنے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور پھر وہ دنیا کی طاقتوں کو مغلوب کر لیتا ہے۔

آج کل کے لوگ مغربی تہذیب کے ماتحت یہ سمجھتے ہیں کہ ذکرِ الٰہی وغیرہ کرنا اور مصلّے پر بیٹھے رہنا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ حالانکہ یہ مصلّے پر بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرنے والے ہی تھے جنہوں نے بارہ سال کے اندر اندر آدھی دنیا تہ و بالا کر دی۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مصلّے پر بیٹھنے سے وقت ضائع نہیں ہوتا بلکہ انسان کو ایسی برکت ملتی ہے کہ وہ بڑے بڑے کام تھوڑے سے وقت میں کر لیتا ہے۔ پس مصلّے پر بیٹھنے کے معنے نکمّاپن کے نہیں بلکہ درحقیقت اس سے ایسی مہارت پیدا ہو جاتی ہے اور دل میں اس قسم کا نور پیدا ہو جاتا ہے کہ تھوڑے سے وقت میں انسان بڑے بڑے کام کر لیتا ہے۔ اگر تین گھنٹے وہ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتا ہے تو بظاہر اس کے تین گھنٹے وقت میں سے کم ہو جائیں گے مگر انہی تین گھنٹوں کی بدولت وہ آٹھ گھنٹوں میں وہ کچھ کام کرے گا جو باقی چوبیس گھنٹوں میں بھی نہیں کر سکیں گے۔ پس عبادت کی کثرت، تہجد اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ کرو اور اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کرو۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم تفسیر سورۃ القریش)

کتابُ اللہ کو چھوڑنے کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تم اگر کتاب اللہ کو چھوڑو گے تو تمہارے لئے اسی دنیا میں جہنم موجود ہے۔"

(الحکم ۱۳ر جنوری ۱۹۰۱ء)

غیر مطبوعہ

آپ بیتی

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۸)

ذیل میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکۃ الآراء تصنیف "آپ بیتی" کے غیر مطبوعہ حصہ کی آٹھویں قسط ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔ اس کا مسوّدہ محترم جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی نے ماہنامہ "انصار اللہ" کو بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء (ادارہ)

مَن اندازِ قدت را می شناسم

۱۹۲۴ء کا ذکر ہے کہ گوجرانوالہ جیل میں ایک گرانڈیل سکھ جس کا قد ۶½ فٹ سے کم نہ تھا اور جس کی چھاتی بجائے ۳۹-۴۰ انچ کے پچاس انچ سے کم نہ ہوگی، داخل ہوا۔ الزام یہ تھا کہ اس نے لاہور اور گوجرانوالہ کے درمیان ایک لاری پر ڈاکہ ڈالا اور اپنی بندوق سے دو تین سواریوں کو بھی قتل کر دیا تھا۔ وہ نہایت ہیبت ناک شکل کا انسان تھا۔ جیل خانہ میں بھی اُس نے دوسرے قیدیوں پر اپنا رعب جما لیا۔ چنانچہ دیوانی قیدیوں کے احاطہ کے باہر کھڑا ہو کر وہ اُن سے اپنے کھانے کے لئے جب گھی وغیرہ طلب کیا کرتا تھا تو وہ بچارے ڈر کے مارے اپنا سب راشن اُسے دے دیا کرتے تھے۔ جیل کا عملہ بھی اُس سے اتنا خوف کھاتا تھا کہ انہوں نے آخر اُسے لاہور سنٹرل جیل میں تبدیل کرا دیا۔ سشن جج نے اُسے کالے پانی کی سزا دی۔ اُس نے ہائی کورٹ میں اپیل کی اور عذر یہ پیش کیا کہ ڈاکہ کا واقعہ رات کے دو بجے کا بیان کیا جاتا ہے اور جنتری سے یہ ثابت ہے کہ اُس رات دو بجے چاند نکلا ہوا نہیں تھا۔ اس لئے میری شناخت کا معاملہ سب جھوٹا ہے، ایسے اندھیرے میں مجھے کوئی شناخت نہیں کر سکتا تھا، گواہ سب پولیس کے بنائے ہوئے ہیں۔ اُن دنوں ینگ صاحب چیف جسٹس تھے اُن کی خدمت میں اُس نے عرضیوں پر عرضیاں دینی شروع کیں کہ حضور نے فلاں مقدمہ میں موقعہ پر جا کر اور خود جائے وقوعہ کو دیکھ کر یا ملزم کو اپنی عدالت میں طلب کر کے پولیس کی چالاکیاں معلوم کر لی ہیں اور ملزموں کو پھانسی سے نجات دی ہے۔ اسی طرح ایک دفعہ ضرور بالضرور مجھے بھی اپنے روبرو پیش کرنے کا حکم فرمایا جائے۔ کوئی شخص مجھے ایسے وقت اور ایسے اندھیرے میں پہچان نہیں سکتا تھا۔ جج صاحب

نے اُس کی بار بار کی عرضیوں سے متاثر ہوکر آخر حکم دیا کہ اس شخص کو ہماری عدالت میں پیش کیا جائے تاکہ وہ اپنا عذر بیان کرسکے۔ چنانچہ وہ ہائی کورٹ میں حاضر کیا گیا۔ ینگ صاحب کے سامنے آنے کی دیر تھی کہ انہوں نے اس پر ایک نظر ڈالتے ہی اس مضمون کا حکم لکھ دیا کہ یہ شخص اتنا لمبا اور اتنے تن و توش کا انسان ہے کہ صرف تاروں کی روشنی میں بغیر چاند کی روشنی کے بھی نہایت آسانی سے پہچانا جا سکتا ہے، بلکہ جو شخص اسے ایک دفعہ دیکھ لے یا اس کی گرج ناک آواز سن لے وہ پھر اسے بھول نہیں سکتا، صرف اسی شبہ کی بنا پر سشن جج نے اسے بجائے پھانسی کے عمر قید کی سزا دی ہے، مگر ہمارے نزدیک شبہ کی ذرا سی بھی گنجائش نہیں، اس لئے عمر قید منسوخ کر کے اسے پھانسی کا حکم دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مجرم تختۂ دار پر کھینچا گیا۔ وہی مثل ہوئی کہ گئے تھے نمازیں بخشوانے اُلٹے روزے گلے پڑ گئے۔

تانگے والے کی چالاکی

میں فاضلکا تبدیل ہوکر گیا تو وہاں کا شفا خانہ اور میرا مکان ریلوے اسٹیشن سے بالکل ہی ملحق تھے۔ شاید ایک منٹ کا راستہ بھی نہ ہوگا۔ میرے وہاں جانے کے کچھ دن بعد حضرت والد صاحب قبلہ وہاں تشریف لائے۔ انہوں نے ریل سے اتر کر ایک تانگہ والے کو کہا مجھے شفا خانہ پہنچا دو۔ اُس نے کہا آٹھ آنے کے پیسے لگیں گے۔ وہ تانگہ میں بیٹھ گئے تانگہ والا ان کو لے کر روانہ ہوا اور آدھ گھنٹہ بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ شہر کی سڑکوں پر چکر لگاتا رہا۔ آخر شفا خانہ میں لے آیا۔ میں حضرت قبلہ گاہی کو مکان کی چلمن میں سے دیکھ کر باہر کی طرف دوڑا اور ان کا استقبال کیا۔ فرمانے لگے اس تانگہ والے کو آٹھ آنے کے پیسے دیدو۔ میں حیران ہوا کہ آنہ دو آنہ کافی تھے یہ آٹھ آنے کیسے۔ چنانچہ تانگہ والے سے پوچھا کہ بھئی یہ آٹھ آنے کیوں؟ کہنے لگا کہ حضور مجھ سے غلطی ہوئی میں ان کو عام سواری سمجھا تھا جو شفا خانہ میں علاج کے لئے آیا کرتے ہیں، یہ معلوم نہ تھا کہ خاص آپ کے مہمان ہیں۔ والد صاحب فرمانے لگے دیدو، آٹھ آنہ ہی اس کا حق ہے، یہ بیچارہ آدھ گھنٹہ سے زیادہ تانگہ دوڑانے کے بعد یہاں پہنچا ہے۔ تب مجھے اس کی شرارت اور دھوکے کا پتہ لگا کہ ایک ناواقف مسافر کو دھوکہ دینے اور اس سے کچھ پیسے اینٹھنے کے لئے وہ ان کو بلا وجہ شہر کے بازاروں میں لئے لئے پھرا۔ (باقی)

مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ترقی کی ایک ہی راہ ہے کہ خدا کو پہچانیں اور اس پر زندہ ایمان پیدا کریں"

(الحکم ۳۱ر جنوری ۱۹۰۱ء)

بنکوں کا سود اپنے ذاتی استعمال میں لانا حرام ہے

ایسا روپیہ اشاعتِ اسلام پر خرچ ہو سکتا ہے

مسیح پاک علیہ السلام کا ایک اور گرانقدر مکتوب

گزشتہ شمارہ میں ہم نے حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک گرانقدر مکتوب کا چربہ شائع کیا تھا۔ وہ مکتوب حضرت سیٹھی صاحب مرحوم کے پہلے فرزند کی وفات کے بعد ایک اور فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت پر مشتمل تھا۔ حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق وہ فرزند تولد ہوا۔ اس طرح اس کی ولادت ایک نشانِ صداقت کے طور پر ظہور میں آئی اور خود حضرت سیٹھی صاحب رضؓ اور دیگر احباب کے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب بنی۔

ذیل میں ہم حضرت سیٹھی صاحب مرحومؓ کے نام حضور علیہ السلام کا ایک اور والا نامہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔ حضورؑ کا یہ والا نامہ بھی خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں حضورؑ نے بنکوں کے سود کے متعلق فتویٰ درج فرمایا ہے۔ غالباً حضرت سیٹھی صاحبؓ نے بذریعہ خط دریافت فرمایا تھا کہ تجارت کے سلسلہ میں (یاد رہے اس زمانہ میں سیٹھی صاحب راولپنڈی میں تجارت کرتے تھے۔) بنکوں میں روپیہ جمع کرانا بھی پڑتا ہے اور بعض اوقات بنکوں سے روپیہ قرض بھی لینا پڑتا ہے۔ ان دونوں حالتوں میں سود لینا یا دینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ایک دیندار آدمی کو کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں حضورؑ نے سیٹھی صاحب مرحومؓ کو ذیل کا طویل مکتوب ارسال فرمایا جس میں حضورؑ نے بڑی تفصیل کے ساتھ واضح فرمایا کہ ایسا سود جو بغیر قصد یا ارادہ کے از خود مل جاتا ہے کس غرض کے لئے خرچ کرنا جائز ہے اور کس غرض کے لئے اسے استعمال میں لانا کلی طور پر حرام ہے۔ حضور علیہ السلام کے اس اہم فتویٰ سے ہر احمدی کا واقف ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ فی زمانہ بنکوں کے ساتھ لین دین روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ ایسی صورت میں مسئلہ سے عدم واقفیت یا ذرا سی غفلت اور بے احتیاطی خطرناک عملی لغزش پر منتج ہو سکتی ہے۔

اس بارہ میں حضور علیہ السلام کے فتویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ بنکوں وغیرہ کے ذریعہ از خود حاصل ہونے والا سود بھی اپنے ذاتی استعمال میں لانا یا دوسرے لوگوں کو اس نیت سے دینا کہ وہ اسے اپنے استعمال میں لا کر اپنی ضرورتیں پوری کریں حرام ہے البتہ ایسا روپیہ اشاعتِ اسلام کے کاموں پر خرچ ہو سکتا ہے کیونکہ بہر حال اس روپے کے عیسائیت کی اشاعت پر خرچ ہونے سے (جیسا کہ انگریزی حکومت کے دور میں عملاً ہوتا تھا) بہتر ہے کہ یہ روپیہ اسلام کی اشاعت میں کام آئے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے رقم فرمایا :-

حضور علیہ السلام کے مکتوب گرامی کا چربہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبی عزیزی سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں آپ کا عنایت نامہ
ملا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کی اس نیک نیتی اور خوف الٰہی کی
اللہ تعالیٰ خود کوئی تقریب مخلصی پیدا کر دے گا۔ اس وقت تک صبر سے استغفار
کرنا چاہئے اور سود کے بارے میں میرے نزدیک ایک انتظام احسن ہے
اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آوے آپ اپنے کام میں
اس کو خرچ نہ کریں بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جاویں اور جب سود دینا
ہو اسی روپیہ میں سے دے دیں اور اگر آپ کے خیال میں کچھ

زیادہ روپیہ ہو جاوے تو ہمیں کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ روپیہ
کسی ایسے دینی کام میں خرچ کیا جائے جس کے بغیر کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو
بلکہ صرف اس سے اشاعت دین ہو۔ میں اس سے پہلے یہ فتویٰ اپنی طرف
سے بھی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سود حرام فرمایا ہے وہ انسان کی
ذاتیات کے لئے ہے حرام یہ طریق ہے کہ کوئی انسان سود کا روپیہ اپنے
اور اپنے عیال کے مصارف میں خرچ کرے یا خوراک یا پوشاک یا عمارت میں
خرچ کرے یا ایسا ہی کسی دوسرے کو اس نیت سے دے کہ وہ اس سے
فائدہ اٹھاوے لیکن اس طرح پر کسی سود کے روپیہ کا خرچ کرنا ہرگز حرام نہیں ہے
کہ وہ بغیر اپنے کسی ذرہ ذاتی نفع کے خدا تعالیٰ کی طرف رد کیا جائے
یعنی اشاعت دین پر خرچ کیا جائے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے
کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے جو چیز اس کی طرف آتی ہے
وہ پاک ہو جاتی ہے بجز اس کے کہ ایسے مال نہ ہوں کہ انسانوں کی مرضی کے
بغیر لئے گئے ہوں جیسے چوری یا رہزنی یا ڈاکہ کہ یہ مال کسی طرح سے بھی
خدا کے اور دین کے کاموں میں بھی خرچ کرنے کے لائق نہیں لیکن جو مال
رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو وہ خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں خرچ

ہو سکتا ہے دیکھا جاوے کہ ہم جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اس وقت مخالفوں کے

مقابل پر جو ہمارے دین کی رد میں شائع کرتے ہیں کس قدر دینی خرچ

گویا یہ ایک جنگ ہی ہے جو ہم ان سے کر رہے ہیں اس صورت میں اس

جنگ کی امداد کے لئے اپنے مال اگر دے نہ سکیں تو کم سے کم مضائقہ نہیں

یہ فتویٰ ہے جو میں نے دیا کہ اور پہلا جو عورتوں سے ملا ابھی

انہوں نے خوابیدہ رکھا اور زیور کی زکوٰۃ دینا کافی ہے

اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرتی تھی۔ یہ تو شکر کی بات ہے

کہ اپنے سلسلہ کی تائید میں آپ نے پہلے اپنی مالی مدد دی

اپنے میں اس ضرورت کے وقت یہ ایک ایسا کام ہے

کہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے نہایت اعلیٰ طریق

سو شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی اور اللہ

اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے اس راہ میں قربانی

ان عملوں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا اور ان کی جزا دے گا

تا کہ اسکو دعا اور استغفار میں ہی مشغول رہنا چاہئے باقی

خیریت ہے والسلام خاکسار مرزا محمود احمد

از [illegible] ۲۳ [illegible]

سود کی اجازت دینے میں حرج نہیں سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی انسان گویا اپنے شخص اسلام سے اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی مجبوری سے جیسا کہ آپ کو درپیش ہے یا کسی اتفاق سے کوئی شخص سود کی ادائیگی کا وارث ہو جائے تو وہ اسی طرح جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خرچ کر سکتا ہے اور اسکے ساتھ ثواب کا بھی مستحق ہوگا۔

مکتوب گرامی کی عبارت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبی عزیزم مکرم شیخ غلام نبی صاحب سلمہ ربہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' - کل کی ڈاک میں مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا - مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ کی اِس نیک نیتی اور خوفِ الٰہی پر اللہ تعالیٰ خود کوئی طریقِ مخلصی پیدا کر دے گا - اُس وقت تک صبر سے استغفار کرنا چاہیئے - اور سُود کے بارہ میں میرے نزدیک ایک انتظام احسن ہے اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سود کا روپیہ آوے آپ اپنے کام میں اس کو خرچ نہ کریں بلکہ اس کو الگ جمع کرتے جائیں اور جب سُود دینا پڑے اس روپیہ میں سے دیدیں - اور اگر آپ کے خیال میں کچھ روپیہ زیادہ ہو جاوے تو اِس میں

کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ وہ روپیہ کسی ایسے دینی کام میں خرچ ہو جس میں کسی شخص کا ذاتی خرچ نہ ہو بلکہ صرف اس سے اشاعتِ دین ہو۔ مَیں اس سے پہلے یہ فتویٰ اپنی جماعت کے لئے بھی دے چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سُود حرام فرمایا ہے وہ انسان کی ذاتیات کے لئے ہے۔ حرام یہ طریق ہے کہ کوئی انسان سُود کے روپیہ سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی معیشت چلاوے یا خوراک یا پوشاک یا عمارت پر خرچ کرے یا ایسا ہی کسی دوسرے کو اِس نیت سے دے کہ وہ اس میں سے کھاوے یا پہنے لیکن اِس طرح پر سُود کے روپیہ کا خرچ کرنا ہرگز حرام نہیں ہے کہ وہ بغیر اپنے کسی ذرہ ذاتی نفع کے خدا تعالیٰ کی طرف رد کیا جائے یعنی اشاعتِ دین پر خرچ کیا جائے۔ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک ہے۔ جو چیز اُس کی طرف آتی ہے وہ پاک ہو جاتی ہے، بجز اِس کے کہ ایسے مال نہ ہوں کہ انسانوں کی مرضی کے بغیر لئے گئے ہوں جیسے چوری یا رہزنی یا ڈاکہ، کہ یہ مال کسی طرح سے بھی خدا کے اور دین کے کاموں میں بھی خرچ کرنے کے لائق نہیں لیکن جو مال رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو وہ خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں خرچ ہو سکتا ہے دیکھنا چاہیئے کہ ہم لوگوں کو اِس وقت مخالفوں کے مقابل پر جو ہمارے دین کے ردّ میں شائع کرتے ہیں کس قدر روپیہ کی ضرورت ہے۔ گویا یہ ایک جنگ ہے جو ہم اُن سے کر رہے ہیں۔ اِس صورت میں اِس جنگ کی امداد کے لئے ایسے مال اگر خرچ کئے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ فتویٰ ہے جو مَیں نے دیا ہے۔ اور بیگانہ عورتوں سے بچنے کے لئے آنکھوں کو خوابیدہ رکھنا اور کھول کر نظر نہ ڈالنا کافی ہے! اور پھر خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے رہنا۔ یہ تو شکر کی بات ہے کہ اپنے سلسلہ کی تائید میں آپ ہمیشہ اپنے مال سے مدد دیتے رہتے ہیں۔ اِس ضرورت کے وقت یہ ایسا کام ہے کہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کیلئے نہایت اقرب طریق ہے۔ سو شکر کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دے رکھی ہے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ ہمیشہ آپ اِس راہ میں سرگرم ہیں۔ ان عملوں کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے وہی جزا دے گا۔ ہاں ماسوا اس کے دعا اور استغفار میں مشغول رہنا چاہیئے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد
از قادیان ۲۴/ اپریل ۱۹۰۶ء

سُود کے اشاعتِ دین میں خرچ کرنے سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی انسان عمداً اپنے تئیں اس کام میں ڈالے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری سے جیسا کہ آپ کو پیش ہے یا کسی اتفاق سے کوئی شخص سُود کے روپیہ کا وارث ہو جائے تو وہ روپیہ اِس طرح پر جیسا کہ مَیں نے بیان (کیا) خرچ ہو سکتا ہے اور اس کے ساتھ ثواب کا بھی مستحق ہوگا۔

"ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء"

(تذکرہ صفحہ ۵۰)

(تیری وہ لوگ مدد کرینگے جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کرینگے)

(مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے۔ قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ المومن یری ویُریٰ لہ بعض اوقات ایک انسان کو اللہ تعالیٰ رؤیا میں بعض امور غیبیہ سے پیش از وقت خبر دیدیتا ہے اور بعض اوقات اسکے متعلق بعض دوسرے اصحاب کو رؤیا اور الہامات میں بعض مخفی امور سے قبل از وقت اطلاع دیدی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کی خوابوں کا سلسلہ ان ایام میں زیادہ کثرت سے جاری ہوجاتا ہے، جب کسی مامور من اللہ کی آمد آمد ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ایام میں بھی یہ سلسلہ خدا کے فضل سے کثرت سے جاری رہا۔ جہاں اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو الہامات اور کشوف و رؤیا کے ذریعہ کثرت سے امور غیبیہ سے مطلع فرماتا جو بعد میں من وعن وقوع پذیر ہوکر حضور علیہ السلام کی صداقت وحقانیت کا ثبوت بنتے وہاں حضور علیہ السلام کی صداقت سے متعلق حضورؑ کی آمد سے قبل اُس وقت کے اور بہت سے نیک لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ رؤیا و الہامات سے نوازتا اور اس طرح لوگوں کو حق کو پہچاننے میں مدد ملتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بعض صاحبوں نے پنجاب اور ہندوستان سے اکثر خوابیں متعلق زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز الہامات بھی اِس عاجز کے بارہ میں لکھ کر بھیجی ہیں جن کا مضمون قریباً اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے یا بذریعہ الہام کے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اسکو قبول کرو۔۔۔۔۔ اوّل اوّل اِس عاجز نے ان خوابوں کی طرف التفات نہیں کی۔ مگر اب مَیں دیکھتا ہوں کہ کثرت سے دُنیا میں یہ سلسلہ شروع ہوگیا یہاں تک کہ بعض لوگ محض خوابوں ہی کے ذریعہ سے عناد اور کینہ ترک کر کے کامل مخلصین میں داخل ہوگئے اور اسی بنا پر اپنے مالوں سے امداد کرنے لگے۔ سو مجھے اس وقت یاد آیا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک الہام درج ہے جس کو دس برس کا عرصہ گزر گیا اور وہ یہ ہے ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی ایسے

لوگ تیری مدد کریں گے جن پر ہم آسمان سے وحی نازل کریں گے۔ سو وہ وقت آگیا۔"
(نشان آسمانی صفحہ ۳۹-۴۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۴)

ذیل میں حضور علیہ السلام کی تصنیف لطیف "نشانِ آسمانی" سے نمونۃً ایک مثال درج کی جاتی ہے جو ہمارے لئے بے حد ازدیادِ ایمان کا باعث ہے۔ ایک صاحب میاں کریم بخش ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے، انہیں ایک عارف باللہ سائیں گلاب شاہ سے عقیدت تھی۔ چنانچہ وہ اکثر اُن کی صحبت میں رہتے اور اُن سے فیض حاصل کرتے۔ میاں کریم بخش صاحب لکھتے ہیں:۔

"انہوں نے ہی مجھے طریق اسلام سکھلایا اور توحید کی صاف اور پاک راہ پر میرا قدم جمایا۔"
(نشان آسمانی صفحہ ۲۳)

یہ باخدا درویش صفت انسان سائیں گلاب شاہ صاحب رؤیا و کشوف تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضور علیہ السلام کی بعثت سے تیس اکتیس برس قبل حضور علیہ السلام کی صداقت و حقانیت کی گواہی دی تھی اور میاں کریم بخش صاحب مذکور کو واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ مرزا غلام احمدؑ قادیانی علیہ السلام ہی وہ مسیح موعود ہونگے جن کے آنے کا وعدہ تھا اور جن کا کتابوں میں عیسیٰ نام رکھا گیا ہے۔ جب میاں کریم بخش صاحب نے سائیں گلاب شاہ صاحب کی پیشگوئی سنائی تو حضورؑ نے انہیں تنبیہہ کے رنگ میں فرمایا:۔

"اے میاں کریم بخش آپ پیر مرد آدمی ہیں اور جیسا کہ سنا جاتا ہے تقویٰ اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی سے آپ کا زمانہ گزرا ہے۔ اس بات کو یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئی میاں گلاب شاہ کی جو اِس عاجز کی نسبت آپ بیان کرتے ہیں ایک مشتبہ امر ہے یا خلافِ واقعہ ہے تو اس کے بیان کرنے سے تمام اعمالِ خیر سابقہ تمہارے ضائع اور برباد ہو جائیں گے۔ اور رنا راض نہ ہونا یقیناً سمجھو کہ اِس افتراء کی سزا میں تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے۔ اگر یقینی طور پر یہ امر واقعی نہیں تو میرے لئے اپنے ایمان کو ضائع مت کرو۔ مَیں نہ اِس جہان میں تمہارے کام آسکتا ہوں نہ اُس جہان میں۔ جو مجرم بن کر خدا تعالیٰ کے سامنے جائے گا اُس کے لئے وہ جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔ بدبخت وہ انسان جو افتراء کر کے اپنے مالک کو ناراض کرے اور سخت بدنصیب وہ شخص کہ ایک مجرمانہ کام کر کے ساری عمر کی نیکیاں برباد کر دیوے اور یاد رکھو اگر کوئی میرے لئے کسی قسم کا خدا تعالیٰ پر افتراء کریگا اور کوئی خواب یا کوئی الہام یا کشف میرے خوش کرنے کے لئے مشہور کر دے گا تو مَیں اسکو کتوں سے بدتر اور سؤروں سے ناپاک تر سمجھتا ہوں اور دونوں جہانوں میں اس سے بیزار ہوں

کیونکہ اُس نے ایک ذلیل خلق کے لئے اپنے عزیز مولے کو جھوٹ بول کر ناراض کر دیا.... سو اگر گناہ کیا ہے تو توبہ کرو تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ مفتری کو بے سزا نہیں چھوڑیگا۔ اور اِس عاجز کا کاروبار کسی انسان کی شہادت پر موقوف نہیں جس نے مجھے بھیجا ہے وہ میرے ساتھ اور مَیں اُس کے ساتھ ہوں۔ میرے لئے وہی پناہ کافی ہے۔" (نشانِ آسمانی صہ۳۲)

میاں کریم بخش صاحب مذکور نے حلفاً بیان دیا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:-

"اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میری شہادت (مندرجہ ازالہ اوہام ص۷۰۶۔ ناقل) بالکل صحیح اور ہر ایک شک و شبہ سے بالکل منزہ ہے۔" (نشان آسمانی ص۲۱)

اِس امر کا انہیں بھی شدید احساس تھا کہ انہیں کوئی ایسی بات نہیں کہنا ہو گی جو افتراء علی اللہ اور خدا تعالےٰ کو ناراض کرنے کا موجب ہو۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:-

"اگر اِس شہادت کے بیان کرنے میں جو ذیل میں بیان کروں گا کچھ میری طرف سے افتراء ہے یا کچھ کم و بیش مَیں نے اس میں کر دیا ہے تو خدا تعالیٰ اِسی جہان میں میرے پر عذاب نازل کرے۔ مَیں خوب سمجھتا ہوں کہ اگر مَیں خلافِ واقعہ بیان کروں گا اور خدا تعالےٰ پر افتراء باندھوں گا تو جہنم کے سرگروہوں میں داخل کیا جاؤں گا اور خدا تعالےٰ کا غضب اور اُس کی لعنت دُنیا اور آخرت میں میرے پر وارد ہو گی۔" (نشان آسمانی ص۲۱)

اِس کے بعد وہ مردِ صالح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک سچی گواہی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"میرے گاؤں جمالپور میں جو ضلع لودھیانہ میں واقع ہے ایک بزرگ مجذوب باخدا آدمی تھے جن کا نام گلاب شاہ تھا۔ مَیں ان کی صحبت میں اکثر رہتا تھا اور اُن سے فیض حاصل کرتا تھا...... اس بزرگ درویش نے ایک دفعہ بیان کیا کہ عیسیٰ جوان ہو گیا ہے اور لودھیانہ آوے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کرے گا۔ اور پھر فرمایا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا اور مولوی انکار کریں گے۔ اور پھر فرمایا مولوی لوگ سخت انکار کریں گے۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ قرآن تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے کیا اس میں بھی غلطیاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تفسیروں پر تفسیریں بن گئیں اور شاعری زبان پھیل گئی اسلئے غلطیاں پڑ گئیں (یعنے مبالغہ پر مبالغہ کر کے حقیقتوں کو چھپایا گیا جیسے شاعر چھپاتے ہیں) عیسیٰ جب آئے گا تو اِن سب غلطیوں کو نکالے گا اور فیصلہ قرآن سے کرے گا۔ پھر کہا کہ فیصلہ قرآن پر کرے گا۔ اِس پر مَیں نے کہا کہ مولوی تو قرآن کے وارث ہیں وہ کیوں انکار کریں گے؟ تب انہوں نے جواب دیا کہ مولوی سخت انکار کریں گے۔ پھر مَیں نے بات کو دُہرا کر کہا کہ مولوی کیوں انکار

کریں گے وہ تو وارث قرآن ہیں۔ اس پر وہ بہت طیش میں آئے اور ناراض ہو کر بولے کہ تو دیکھے گا کہ اس وقت مولویوں کا کیا حال ہوگا۔ وہ سخت انکار کریں گے۔ پھر میں نے اُن سے پوچھا کہ عیسیٰ جوان تو ہو گیا مگر وہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیچ قادیان کے۔ تب میں نے کہا کہ قادیان تو لدھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے اس جگہ عیسیٰ کہاں ہیں۔ اُس وقت انہوں نے کچھ جواب نہ دیا مگر دوسرے وقت میں انہوں نے اس بات کا جواب دیدیا۔ ...... انہوں نے فرمایا کہ وہ قادیان بٹالہ کے پاس ہے اس جگہ عیسیٰ ہے۔ ...... اور جب انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ عیسیٰ قادیان میں ہے اور اب جوان ہو گیا ہے تو میں نے انکار کی راہ سے اُن سے کہا کہ عیسیٰ مریم کا بیٹا تو آسمان پر زندہ موجود ہے اور خانہ کعبہ پر اُترے گا۔ یہ کون عیسیٰ ہے جو قادیان میں ہے۔ اور جوان ہو گیا ہے اس کے جواب میں وہ بڑی نرمی اور سلوک کے ساتھ بولے اور فرمایا کہ وہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جو نبی تھا مر گیا ہے وہ پھر نہیں آئے گا اور میں نے اچھی طرح تحقیق کیا ہے کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا مر گیا ہے اور پھر نہیں آئے گا۔ ...... پھر انہوں نے تین مرتبہ خود بخود کہا کہ وہ عیسیٰ جو آنے والا ہے اس کا نام غلام احمد ہے۔" (نشان آسمانی صفحہ ۲۳-۲۴)

مگر یہ سب باتیں میاں کریم بخش صاحب کے خیالات و اعتقادات اور قیاس و فہم سے اس قدر بعید تھیں کہ سائیں گلاب شاہ صاحب کے ساتھ عقیدت، ارادت اور شدید محبت کے باوجود اور اس امر کے باوجود کہ اُن کی کئی ایک پیشگوئیاں پوری ہوتے وہ ذاتی طور پر دیکھ بھی چکے تھے میاں کریم بخش صاحب اُن کی اِن باتوں کو باور کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ چنانچہ اُن کا بیان ہے :-

"اس پیشگوئی کے باب میں کہ آنے والا عیسیٰ قادیان میں ہے اور اُس کا نام غلام احمد ہے ہمیشہ میں گلاب شاہ کا مخالف ہی رہا جب تک کہ اُس کو پورے ہوتے دیکھ نہ لیا ...... انہوں نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ جب عیسیٰ لدھیانہ میں آئے گا تو ایک سخت کال پڑے گا جیسا کہ میں نے بچشم خود دیکھ لیا کہ جب اس دعویٰ کے بعد مرزا صاحب لدھیانہ میں آئے تو حقیقت میں سخت کال لدھیانہ میں پڑا۔ غرض اس بزرگ نے تیس ۳۰ یا اکتیس ۳۱ برس پہلے مجھ کو وہ خبریں دیں جو آج ظہور میں آئیں اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ وہ سب باتیں پوری ہو گئیں جو گلاب شاہ نے تیس ۳۰ یا اکتیس ۳۱ برس پہلے مجھے کہی تھیں۔"

(نشان آسمانی صفحہ ۲۴-۲۵)

یہ شہادت انصاف پسند قارئین کرام کو مطمئن کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی ہے

اور اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ حضور علیہ السلام خدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے جنہیں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی بعثت سے قبل اور پھر حضورؑ کی بعثت کے زمانہ میں اس زمانہ کے ایسے ہی بے شمار نیک لوگوں کے دلوں پر القاء کر کے انہیں حضورؑ کی طرف متوجہ کر دیا تھا اور حضورؑ کی آمد کی خبر دے دی تھی جو خدا کے فضل سے حرف بحرف پوری ہو کر مومنین کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئی۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک ؛

ہماری جماعت کے لئے ضروری امر!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ اپنے وقتوں میں سے کچھ وقت نکال کر آئیں اور یہاں صحبت میں رہ کر اُس غفلت کی تلافی کریں جو غیبوبت کے زمانہ میں پیدا ہوتی ہے اور ان شبہات کا دُور کریں جو اِس غفلت کا باعث ہوئے ہیں۔ اُن کا حق ہے کہ وہ اُن کو پیش کریں اور اُن کا جواب ہم سے سُنیں۔ بھلا اگر کمزور بچّہ جو ابھی دُودھ پینے اور ماں کے کنارِ عاطفت کا محتاج ہے اس سے الگ کر دیا جائے تو تم اُمید کر سکتے ہو کہ وہ بچ رہے گا؟ کبھی نہیں۔ اِسی طرح بلوغ سے پیشتر کے کمال اور معرفت کا حال ہے۔ انسان کمزور بچّے کی طرح ہوتا ہے۔ ماموُر من اللہ کی صحبت اس کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ اگر وہ اس سے الگ ہو جائے تو اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہوتا ہے۔" (الحکم ۳۰ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء)

ہم نے صحرا میں ڈالی چمن کی طرح

(مکرم فیض احمد اسلم صاحب۔ مردان)

ریگِ ربوہ ہے اب نسترن کی طرح
ہم نے صحرا میں ڈالی چمن کی طرح

ہم چلے جب تو نصرت جلو میں چلی
ہم بڑھے تو یلِ صف شکن کی طرح

عہدِ نو کی شبِ تیرہ و تار میں
جگمگائے ہیں پہلی کرن کی طرح

کتنے خوش بخت ہیں تیرے غم کے امیں
ہیں وہ تنہا بھی اک انجمن کی طرح

شہرِ یثرب ہو مکّہ ہو یا قادیاں
فیض سب ہیں یہ ارضِ وطن کی طرح

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

(مکرم شیخ خورشید احمد صاحب ربوہ)

(۲)

اوصاف نسلی اور قومی خصائل ہر انسان میں فطری طور پر موجود ہوتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھے آپؓ حبشی النسل غلام تھے۔ افریقی غلاموں میں جو عادات پائی جاتی تھیں وہ آپؓ میں بھی موجود تھیں لیکن ایک خصوصیت آپؓ کو ایسی حاصل تھی جو سب قومی اور نسلی خصائل پر حاوی ہو گئی تھی اور وہ تھی ایمان و عرفان کی نعمتِ عظمیٰ۔ یہ وہ لازوال اور گراں بہا دولت تھی جس کا اثر آپؓ کے رگ و پے میں سرایت کر چکا تھا آپؓ کے تمام قومی اور نسلی خصائل کا اظہار اسی دولت ایمان کی حفاظت و بقاء کے لئے وقف تھا۔ اس خصوصیت نے آپؓ کی خوبیوں کو ایک غیر معمولی جلا بخش دی تھی اور آپؓ کی بشری کمزوریوں کو بھی ایک ایسا دلآویز رنگ دیدیا تھا کہ وہ بھی خوبیاں ہی نظر آتی تھیں گویا آپؓ کی زندگی صحیح معنوں میں "الحبّ للہ والبغض للہ" کی مظہر تھی۔

محبتِ رسولؐ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی سب سے نمایاں اور اہم ترین صفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپؓ کی شدید محبت اور والہانہ عقیدت تھی آپؓ کی زندگی کے حالات پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا آپؓ کی زندگی کا مقصد وحید ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور حضورؐ کے قدموں میں زندگی گذارنا تھا۔ حضورؐ کے بغیر ایک لمحہ گذارنا بھی آپؓ کے لئے دوبھر ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؐ کی وفات کے بعد کا سارا زمانہ آپؓ نے اپنے محبوب آقا و مطاعؐ کی یاد میں تڑپتے ہوئے گذار دیا۔ جونہی حضورؐ کا ذکر آتا آپؓ پر رقت طاری ہو جاتی اور آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ آپؓ کی محبتِ رسولؐ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو بجائے افسوس کے آپؓ خوش ہو رہے تھے کہ میں اب اپنے آقاؐ کے قدموں میں جا رہا ہوں۔ جب آپؓ کی بیوی شدت رنج والم کی وجہ سے رونے لگیں تو آپؓ نے فرمایا:۔

> تم روتی کیوں ہو؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیئے کہ مجھے اب اپنے آقا و مطاعؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار نصیب ہوگا!

اسی محبت و اخلاص کا نتیجہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپؓ کو بہت عزیز رکھتے تھے اور حضورؐ کی گہری رفاقت آپؓ کو حاصل تھی چنانچہ حضورؐ کی گھریلو ضروریات کا انتظام آپؓ کے ذمہ تھا حضورؐ کے پاس

جو اموال آتے تھے وہ بھی آپؓ کے پاس ہی محفوظ رہتے حضورؐ کی سواری کے آگے آگے صرف آپؓ کی اونٹنی ہوتی تھی فتح مکہ کے بعد جب حضورؐ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو جن تین خوش قسمت افراد کو حضورؐ کی رفاقت حاصل تھی ان میں آپؓ بھی شامل تھے۔ یہ رفاقت حضورؐ کی وفات کے بعد بھی قائم رہی چنانچہ حضورؐ کی تجہیز و تکفین کی سعادت جن معدودے چند صحابہؓ نے حاصل کی ان میں حضرت بلالؓ بھی شامل تھے۔

صدق اور راستبازی

صدق اور راست بازی بھی آپؓ کا ایک نمایاں وصف تھا ایک دفعہ آپؓ نے اپنی بیوی کو ایک حدیث سنائی اُس نے اِس حدیث پر کچھ شک کا اظہار کیا اس پر حضرت بلالؓ غصے میں بھرے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا حاضر ہوئے اور اپنی بیوی کے متعلق شکایت کی حضورؐ واقعہ سُن کر آپؓ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت بلالؓ کی بیوی کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"بلال ہرگز جھوٹ نہیں بولا کرتے وہ میری جو حدیث بھی بیان کریں اس پر یقین کر لیا کرو!"

سبحان اللہ! خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جس وجود کی سچائی کی گواہی دیں اس کی خوش بختی پر کیا شک ہو سکتا ہے! اور پھر اس کی راست بازی کا معیار کتنا بلند ہو گا!!

انتہائی وفاداری اور دین کے لئے غیرت

افریقن غلاموں کا یہ خاصہ تھا کہ جو شخص ان سے بُرا سلوک کرتا وہ اس کے جانی دشمن بن جاتے اور جو نیک برتاؤ کرتا اس سے انتہائی وفاداری کرتے۔ حضرت بلالؓ کی طبیعت میں بھی یہ رنگ موجود تھا لیکن ایمان نے آپؓ کے نقطۂ نگاہ میں یہ تبدیلی پیدا کر دی تھی کہ آپؓ کے نزدیک نیکی اور بدی کا معیار صرف یہ تھا کہ کون دین کی خدمت کرتا ہے اور اسلام کی تعلیم پر عمل کرتا ہے اور کون اس سے انحراف کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؓ مسلمانوں سے اور بالخصوص اکابر صحابہؓ سے از حد محبت و تعظیم سے پیش آتے تھے مگر جب آپؓ کو یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص دین کی اطاعت و خدمت سے گریز کر رہا ہے تو اس کے عہدے اور اس کی وجاہت سے مرعوب نہ ہوتے تھے اور فوراً شدت کے ساتھ غیرت اور جوش کا اظہار کرتے تھے آپکے جذبۂ مہر و وفا کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے مختلف صحابہؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اس سلسلے میں حضرت بلالؓ اور حضرت ابورویحہؓ کے درمیان بھی اخوت قائم فرمائی۔ اس تعلق اخوت کو حضرت بلالؓ نے عمر بھر نبھایا اور صدق دل سے انہیں اپنا بھائی سمجھ لیا اور ہمیشہ ان سے بھائیوں جیسا ہی سلوک کیا۔ جب حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں تنخواہوں اور وظیفوں کے رجسٹر مرتب کئے تو آپؓ نے حضرت بلالؓ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کس کے ساتھ رکھا جائے آپؓ نے فوراً فرمایا "ابورویحہؓ کے ساتھ۔ کیونکہ انہیں رسول اللہؐ نے میرا بھائی بنایا ہے"۔

اس کے بالمقابل دین کے لئے غیرت کا جو جذبہ آپؓ رکھتے تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے

کہ جب ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شبہ کا اظہار فرمایا کہ اسلامی سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضؓ نے ایک شاعر کو ایک قصیدہ پڑھنے پر قومی اموال میں سے کثیر رقم دیدی ہے تو حضرت بلال رضؓ کے دل میں اتنا جوش پیدا ہوا کہ آپؓ نے حضرت خالدؓ کا عمامہ کھول کر اس سے ان کی مشکیں کس لیں مگر جونہی آپؓ کو علم ہوا کہ حضرت عمرؓ کو غلط فہمی ہوئی ہے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے قصیدہ پڑھنے والے شاعر کو اپنی جیب سے رقم دی تھی تو آپؓ نے فوراً عمامہ گردن سے نکال کر ان کے سر پر باندھ دیا اور اظہار معذرت کرتے ہوئے فرمایا:-

"خالد! بُرا نہ منانا میں نے کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے ایسا نہ کیا تھا بلکہ محض اطاعت امیر کا سبق سکھانے کے لئے ایسا کیا ہے"۔

منکسر المزاجی دین کے لئے اتنی غیرت اور جوش رکھنے کے باوجود آپؓ عام حالات میں بہت منکسر المزاج تھے جب لوگ آپؓ کی قربانیوں کا ذکر کرتے اور اسلام کی راہ میں شدید ترین مظالم برداشت کرنے پر آپؓ کی تعریف کرتے تو آپ اظہار تفاخر کی بجائے اپنا سر جھکا لیتے اور فرماتے:-

"مَیں تو ایک بہت ہی معمولی اور حقیر انسان ہوں جو کل تک ایک ادنیٰ غلام تھا۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ اس نے مجھے ان قربانیوں کی توفیق دی"۔

اِس بات سے بھی آپؓ کی منکسر المزاجی کا اظہار ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل رفاقت حاصل ہونے کے باوجود آپؓ کی بیان کردہ روایات بہت کم ہیں اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپؓ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ لوگ آپؓ کے ارد گرد حلقہ بنا کر بیٹھیں، آپؓ کی تعظیم کریں اور آپؓ سے روایات سُنیں۔

استقامت حضرت بلال رضؓ نے جن انتہائی شدید مظالم کو اسلام کی خاطر برداشت کیا وہ یقیناً آپؓ کی استقامت کا ناقابلِ تردید ثبوت ہیں۔ ان مظالم کی شدت کا اس سے اندازہ لگائیے کہ فارسی کا ایک مشہور شاعر فرید الدین عطار ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:-

"بلال رضؓ کے کمزور جسم پر لکڑیاں اور کوڑے اس شدت سے برستے تھے کہ ان کی کھال پھٹ جاتی تھی اور زخموں سے خون جاری ہو جاتا تھا"۔

ایک انگریز ادیب ڈیو ہیران ان مظالم کا یوں ذکر کرتا ہے:-

"کوڑوں کی مار۔ آگ کی جلن۔ بھوک اور پیاس کی شدّت اس مرد و فا سرشت کو اپنے عقیدے سے نہ ہٹا سکیں کسی قسم کا ظلم و ستم اس آہنی عزم رکھنے والے انسان کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکا"۔

حضرت بلال رضؓ کی یہ استقامت قبولِ حق کے بعد بھی اپنے جوہر دکھاتی رہی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو آپؓ نے حضورؐ کی جدائی کے صدمہ میں اذان دینا بند کر دی۔ آپؓ کو حضورؐ سے اتنا عشق تھا کہ طبیعت یہ گوارا

نہ کرتی تھی کہ جو آواز خاص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بلند ہوتی تھی اور جسے سُن کر حضور نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے آپؐ کی وفات کے بعد اسے کوئی دوسرا سُنے صحابہؓ نے بہت کوشش کی اور مختلف رنگوں میں بار بار انہیں اذان دینے پر آمادہ کیا لیکن آپ نے ہمیشہ ہی انکار کیا اور اس انکار پر تا دمِ مرگ قائم رہے۔ البتہ ایک مرتبہ جب حضرت عمرؓ نے اسلامی لشکر کی شدید خواہش پر آپ سے پُرزور درخواست کی تو محض اطاعتِ امیر کے جذبہ کے پیشِ نظر آپ نے اسے منظور کر لیا۔ یہ بلالؓ کی آخری اذان تھی جو اِس دنیا کی فضا میں گونجی۔ جونہی یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج بلالؓ اذان دیں گے ہر شخص دیوانہ وار مسجد کی طرف بھاگنے لگا۔ جب اذان کی آواز فضا میں گونجی تو مسجد چیخ و پکار اور نالہ و شیون کے شور سے گونج اٹھی ان کی آنکھوں کے سامنے وہ منظر پھر گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضورؐ کے حجرے کے سامنے حضرت بلالؓ اذان دیا کرتے تھے اُس وقت یہ حالت تھی کہ بڑے بڑے دل گردے والے مجاہدین بھی جو مہیب ترین جنگوں میں بھی حوصلہ نہ ہارتے تھے وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے صبر کا دامن چھوٹ گیا اور حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

یہ وہ تاریخی واقعہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم مصنفین بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے چنانچہ انگریز ادیب مسٹر ڈیوہیرن اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بے ساختہ لکھتا ہے:-

"کاش اُس زمانہ میں کوئی ایسا آلہ ہوتا جس کے ذریعہ بلالؓ کی اذان ان کی خاص لَے میں محفوظ کر لی جاتی اور اس طرح موجودہ زمانہ کے لوگ بھی اپنے کانوں سے ان رسیلے نغمات کو سُن سکتے جنہیں قرون اولیٰ کے لوگ سُن کر محظوظ ہوتے تھے۔"

اس مضمون میں حضرت بلالؓ کے ایمان افروز حالات کو انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے ورنہ حق یہ ہے کہ آپؓ کی زندگی کا ہر واقعہ ہی اس درجہ بصیرت افروز ہے کہ اسے بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اصحاب حضرت بلالؓ کی زندگی کے حالات کو کسی قدر زیادہ تفصیل کے ساتھ پڑھنا چاہیں وہ مشہور عرب ادیب عباس محمود العقاد کی تصنیف "بلالؓ" ملاحظہ فرمائیں جس کا اردو ترجمہ برادرم شیخ محمد احمد صاحب پانی پتی مرحوم و مغفور نے نہایت سلیس زبان میں کیا ہے۔ اس مضمون میں اسی کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے *

علم اور معرفت

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں۔"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲۱)

قہر الٰہی کا نزول اور اس کا ہولناک منظر

سات منٹ میں آٹھ بستیوں کی عبرتناک تباہی

۱۹۰۶ء میں جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق جنوبی امریکہ کے علاقہ چلی میں ہولناک زلزلہ آیا اور اس سے پندرہ چھوٹے بڑے قصبے اور شہر برباد ہو گئے تو آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں خاص طور پر اس زلزلہ کا ذکر کرتے ہوئے دنیا کو آنیوالے عذابوں سے نہایت زوردار الفاظ میں خبردار فرمایا۔ آپ نے لکھا:-

"یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اُس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اَور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا۔ اور توبہ کرنیوالے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہو گا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

۱۹۰۷ء کے بعد سے کہ جب آپ نے دنیا کو آنیوالے عذابوں سے ان زوردار الفاظ میں خبردار فرمایا دنیا کے ہر خطہ اور علاقہ میں قیامت کا نمونہ دیکھتی چلی آرہی ہے اور کوئی سال ایسا نہیں گزرتا کہ دنیا کے کسی نہ کسی علاقہ میں کہیں زلزلوں اور کہیں طوفانوں اور سیلابوں وغیرہ کی شکل میں ہولناک تباہی ظاہر ہو کر اس آسمانی انتباہ کی صداقت کو دنیا پر آشکار نہ کرتی ہو۔ اسی سال کے آغاز میں یعنی ۱۰ جنوری ۱۹۶۲ء کو جنوبی امریکہ کے ہی ایک اور علاقہ پیرو میں ۲۲۲۰۵ فٹ بلند پہاڑ کی چوٹی سے تیس لاکھ ٹن وزنی برف کا ایک مہیب تودہ پھسل پڑا۔ وہ اس برق رفتاری کے ساتھ نیچے کی طرف آیا کہ بڑی بڑی سنگلاخ چٹانوں کو ان کی جگہ سے ہلا کر خس و خاشاک کی طرح انہیں اپنی لپیٹ میں لیتا ہوا نو میل گہری وادی میں دور دور تک پھیلتا چلا گیا اور اس نے چشم زدن میں آٹھ بستیوں اور قصبات کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر کے رکھ دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساڑھے تین ہزار انسان لقمۂ اجل بن کر رہ گئے۔ امریکہ کے مشہور رسالہ "دی نیشنل جیوگرافک میگزین" نے اپنے جون ۱۹۶۲ء کے شمارہ میں اس ہولناک تباہی کی تفصیلات پر ایک مضمون شائع کیا ہے جو اس کے اپنے نامہ نگار بارٹ میکڈوول کا تحریر کردہ ہے۔ نامہ نگار نے اس ہولناک تباہی کے ایک یا دو روز بعد موقع پر پہنچ کر اس کے روح فرسا مناظر کو خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اس نے تباہی و بربادی کا المناک نقشہ کھینچنے کے علاوہ اس کے بعض عبرتناک مناظر کو تصویری زبان میں بھی پیش کیا ہے اُن میں اس ہولناک تباہی سے زندہ بچ رہنے والے خوف زدہ مردوں، عورتوں اور بچوں کی نہایت غمناک تصاویر بھی شامل ہیں۔

پہاڑ کی یہ چوٹی جو نواڈو ہوُاسکارن (Navado Huascaran) کہلاتی ہے اپنے دلفریب نظارہ کی وجہ سے سارے جنوبی امریکہ میں مشہور رہی ہے اور وہ وادی جو تباہی و بربادی کا نشانہ بنی اور جو کیلے جان ڈی ہوئیلاس (Callejon de Huaiaas) کے نام سے موسوم ہے پیرو کی حسین ترین وادیوں میں سے ایک ہے حتیٰ کہ اسے پیرو کا سوئٹزرلینڈ کہتے ہیں۔ اس کے باشندے نہایت درجہ خوش باش اور فارغ البال تھے۔ برف کے ہیبت ناک تودے نے سات منٹ کے اندر اندر وہاں جو تباہی مچائی اس کا کچھ حال ہم نامہ نگار مذکور کے الفاظ میں یہاں درج کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:-

گرمی سردی اور کشش ثقل کا خوفناک امتزاج

"پیرو کے بلند ترین پہاڑ کے شمال مغربی رُخ کی طرف انتہائی بلندی پر جو یخ بستہ برفستان ہے وہ "گلیشیر ۵۱۱" کہلاتا ہے۔ اُس نے ایک شام غروب ہونیوالے دہکتے ہوئے سورج کی تمازت کو کچھ عجیب انداز سے اپنے اندر جذب کیا برفستان کا آگے نکلا ہوا ایک حصہ بہت ہی زیادہ قوی ہیکل اور ہیبت ناک تھا۔ پگھلی ہوئی برف کا سیّال مادہ بالائی سطح کی دراڑوں میں گھستا اور اندر ہی اندر اپنا راستہ بناتا رہا یہاں تک کہ اس نے برفستان کی چٹانی بنیادوں تک

پہنچ کر اُسے نیچے سے کھوکھلا کر دیا۔ ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ سورج کی تمازت، برف کی برودت اور زمین کی کششِ ثقل نے باہم مل کر ایک خوفناک امتزاج کی صورت اختیار کر لی۔ ۱۰ر جنوری ۱۹۶۲ء کو جب یہ امتزاج پایۂ تکمیل کو پہنچا تو اُس وقت شام کے چھ بجے تھے۔ اِس امتزاج کے نتیجہ میں جس تشدّد اور جارحیت نے جنم لینا تھا اُس کے وقوع پذیر ہونے میں ابھی تیرہ منٹ باقی تھے۔

کوہ ہوٗ اسکارن کے برفانی جلال کے زیر سایہ چرواہے اپنے دن بھر کے کام کو جلدی جلدی سمیٹنے میں مصروف تھے برفستان کی سُن کر دینے والی ہواؤں کے اثر سے بچنے کے لئے انہوں نے اپنے گرم چوغوں کو اپنے کندھوں پر ڈال رکھا تھا اور چھوٹے چھوٹے پہاڑی پتھروں سے نشانے باندھ باندھ کر وہ بھیڑوں کے گلوں کو گھروں کی طرف تیزی سے ہانکتے چلے آرہے تھے۔ نیچے پھیلی ہوئی وادی کے کنارے (Calla) نامی گاؤں میں ماریسیا (عورت کا نام) نے یہ دیکھ کر کہ گھر میں اگلی صبح کے ناشتہ کے لئے روٹی کچھ کم ہے اپنی بڑی بیٹی سے کہا کہ تم ذرا ننھے بھائی کو بہلاؤ میں ابھی ساتھ والے قصبہ سے روٹی لیکر واپس آتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ رینرا ہرکہ (Ranrahirca) نامی قصبہ کی جانب روانہ ہوگئی جو وہاں سے دو میل اوپر کی طرف تھا۔ رینرا ہرکہ قصبہ کے خوشحال باشندے اپنے اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر گھروں میں سستا رہے تھے۔ ایک ٹرانسپورٹ کمپنی کا متمول مالک البرٹو میلنڈز، لیمہ شہر سے واپس آنے کے بعد اپنے پُر آسائش گھر میں تکان اتارنے کی غرض سے استراحت میں مصروف تھا۔ ۲۶ سالہ کوہ پیما لیمبر ٹو ٹاپیہ شہر کی پتھریلی سڑکوں پر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا خوشی کی ایک خاص تقریب میں شرکت کے لئے اپنی خالہ کے گھر جا رہا تھا۔ سکول کے احاطہ میں ایرا اور گیرالڈو نامی ذرا بڑی عمر کی دو بہنیں خوش گپیوں میں مصروف تھیں وہ راہگیروں پر ہنس ہنس کر ان کا مذاق اڑا رہی تھیں۔ دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے کام میں مگن تھے۔ قریب کے ایک باغ میں تیرہ سالہ ہرمینسیا میجیا جلدی جلدی زمین سے اُس روز کے آخری آلو نکال رہی تھی۔ شام کے چھ بجتے ہی بجلی گھر کا مستری ریکارڈو والیویرا اپنی ڈیوٹی پر آموجود ہوا تاکہ رینرا ہرکہ کے شہریوں کے لئے اندھیری رات کو روشن بنا سکے۔ بجلی گھر گاؤں سے ذرا دور نسبتاً بلند جگہ پر واقع تھا۔ اُس کے پیچھے پیچھے ہی قصبہ کے میئر الفانسو کیبلیرو بھی آموجود ہوئے اور مستری سے سلام دُعا لینے کے بعد سیر کی غرض سے آگے چل دئے ان کا مکان بجلی گھر کے بالمقابل سڑک کے دوسری طرف ذرا نشیب میں تھا۔

دس ہزار جنگلی جانوروں کی چنگھاڑ

شام کو ٹھیک ۶ بجکر ۱۳ منٹ پر کوہ ہوٗاس کارن کی بلند ترین برفانی چوٹی پر "گلیشیر ۵۱۱" نے یکایک جھرجھری لی۔ نیچے دور وادی میں قصبہ یونگے کے ایک شخص کو جو اتفاق سے چوٹی کی طرف دیکھ رہا تھا یوں محسوس ہوا کہ چوٹی کے عین اوپر ایک بادل غروبِ آفتاب کی زرد کرنوں کی وجہ سے سُنہری رنگ میں تبدیل ہو رہا ہے۔ دوسرے ہی لحہ وہ یہ دیکھ کر

حیران ہو گیا کہ یہ بادل تو پہاڑ کی ڈھلان کے ساتھ ساتھ برق رفتاری سے نیچے کی طرف اُڑا چلا آرہا ہے۔

ابتداً برف کے تودہ کے پھسلنے میں کوئی آواز نہ تھی۔ پھر یکدم برف کا یہ مہیب تودہ جو اپنی ذات میں خود ایک پہاڑ سے کم نہ تھا بارہ سو تباہ کن بحری جہازوں کے مجموعی وزن کی قوت کے ساتھ دو زبردست چٹانوں کے مابین آگرا اور ان چٹانوں کے ساتھ ٹکرایا ان سمیت چکنا چور ہو گیا۔ اس کے گرنے کی دیر تھی کہ ایک ہیبت ناک دھماکہ ہوا جس کی گرجدار آواز سے ساری وادی ایک سرے سے دوسرے سرے تک گونج اُٹھی۔ جیسا کہ ایک شخص نے بعد میں بتایا دھماکہ کی آواز اس قدر ہیبت ناک تھی کہ گویا جنگل کے دس ہزار درندے بیک آواز چیخ اُٹھے ہوں۔ دوسرے نے بتایا یوں معلوم ہوتا تھا کہ زلزلہ آگیا ہے جس کی گڑگڑاہٹ کی آواز پیٹ کے اندرونی پردوں میں ارتعاش پیدا کر رہی ہے اور جس کی وجہ سے ہول اُٹھ رہے ہیں۔

کوہ پیما لیمبرٹو ٹاپیہ نے جو خوشی کی ایک خاص تقریب میں شرکت کیلئے جا رہا تھا دھماکہ کی آواز سُن کر فوراً بھانپ لیا کہ یہ دھماکہ کس چیز کا ہے اور یہ کیا بلا ہے جو سر پر آرہی ہے۔ اُس وقت وہ اپنی خالہ کے گھر پہنچا ہی تھا۔ مکان کے اندر چالیس پچاس مہمان خوشی میں جھوم جھوم کر تالیاں بجا اور پُر مسرت گانے گا رہے تھے۔ لیمبرٹو نے چلّا کر کہا "برف کا تودہ طوفان کی شکل میں آرہا ہے"۔ تالیوں اور گانے بجانے کے شور میں کسی نے بھی اُس کی آواز نہ سُنی۔ ان کے قہقہوں اور پُر زور تالیوں کی آواز لحظہ بہ لحظہ بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئی۔ انتہائی مایوسی کے عالم میں لیمبرٹو نے آخری بار چلّا کر کہا "اپنی جانوں کو بچانے کی فکر کرو موت تمہارے سروں پہ منڈلا رہی ہے"۔ یہ کہتے ہی وہ سر پہ پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ بالآخر چند ہی لمحوں بعد گانے بجانے کی آواز برف کے ہیبت ناک تودہ کی گرجناک آواز میں ہمیشہ کے لئے دب کر رہ گئی۔

چھوٹی ہرمینیا میجیا نے اپنے آلوؤں کے باغ میں ہی دھماکہ کی آواز سُنی۔ دہشت زدہ ہو کر اُس نے سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا اور کھیتوں کی کیاریوں کو پھلانگتی ہوئی وہ پہاڑی کے اُوپر کی طرف بھاگتی چلی گئی۔ وہ بے تحاشا آلوؤں کے پودوں کو روندتی ہوئی آگے ہی آگے بھاگی جا رہی تھی۔ بجلی گھر کے مستری اولیویرا نے بلندی پر واقع بجلی گھر سے قصبہ کی طرف بھاگنے کی کوشش کی لیکن جلد ہی اُسے خیال آیا کہ گھر پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ برف کا طوفان بلا خیز اُسے راستہ میں ہی آلیگا۔

دوسرے لوگ بھی دہشت زدہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ بہت سوں نے اُس وقت گرجا کا رُخ کیا جسے وہ اپنے جسموں اور روحوں کا مامن خیال کرتے تھے۔ اِس افراتفری اور نفسا نفسی کے عالم میں اونیویرا کی نظر سکول کے احاطہ میں کھیلنے والی لڑکیوں لیرا اور گیرالڈو پر پڑی۔ اُس نے لپک کر دونوں کے بازو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لئے اور انہیں کسی محفوظ مقام پر پہنچانے کی کوشش کرنے لگا۔ میبر کیبلیرو اپنے گھر سے کچھ فاصلہ پر اِس حال میں کھڑے تھے کہ خوف کی وجہ سے بولنے کی طاقت سلب ہو چکی تھی۔ پھر بھی انہوں نے کوشش کر کے اپنی بہن کو جو مکان کے اندر تھیں پکارا کہ فوراً باہر آجاؤ لیکن طوفان کی گڑگڑاہٹ اور خوفناک گرج نے ان کی آواز کو دبا کر رکھ دیا اور وہ اسی کے شور میں گم ہو کر رہ گئی۔

رینراہرکہ تباہی کی آغوش میں

جب چھ بجکر ۱۳ منٹ پر برف کا مہیب تودہ پہاڑ کی چوٹی پر سے سرکا تو پہلے تو وہ بڑی تیز رفتار کے ساتھ غیر آباد ڈھلان کے ساتھ ساتھ گزرا اس کے بعد یہ راستہ میں آتے والی چٹانوں سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ بعد میں تباہی کا جائزہ لینے والوں نے فاصلہ فاصلہ پر پانچ چٹانوں کی نشاندہی کی جن سے ٹکرا کر یہ بالائی گھاٹیوں میں بل کھاتا اور راستہ بدلتا ہوا نیچے وادی کی طرف آیا۔ سُن کر دینے والی برفانی ہواؤں میں یہ طوفان و تلاطم کی کیفیت پیدا کرتا اور راستہ میں چٹانوں کو اُکھاڑ اُکھاڑ کر انہیں اپنے ساتھ لیتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ پہاڑوں کی مٹی، بالائی سطح کی چاردیہی بستیوں کے مکانات اور اُن کا ملبہ، بھیڑوں کے گلّے اور چٹانوں کے بڑے بڑے پتھر سب اس بلائے بے درماں کے ساتھ وادیٔ زیریں کی طرف بہے چلے آ رہے تھے۔ جب چند منٹوں کے اندر اندر یہ وادیٔ زیریں میں داخل ہوا اور اس کے فرش زمین پر اس نے قدم رکھا تو یہ ایک بہت ہولناک طوفانی دریا کی شکل میں پھیل گیا۔ اس کے باوجود اس کی گہرائی ساٹھ فٹ کے قریب تھی۔ اُس وقت تک وہ قریباً ایک ہزار انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر انہیں موت کی نیند سُلا چکا تھا۔ وادی میں داخل ہوتے ہی برف، دلدل، اور خوفناک چٹانوں کا یہ سیلِ عظیم آناً فاناً رینراہرکہ کے قصبہ اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والے دو ہزار سات سو انسانوں پر ٹوٹ پڑا۔ اگلے چند سیکنڈوں میں اس سیلِ عظیم نے ہزاروں انسانوں کو موت کی نیند سُلا کر تاریخ کے ایک خونیں ڈرامہ کو اختتام تک پہنچا دیا۔

اس سیلِ عظیم کے چلنے سے اُڑنے والی زرد مٹی کے بادلوں نے درمیان میں حائل ہو کر تباہی اور بربادی کے ہولناک منظر کو میئر کیبلیرو کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا اور بجلی گھر کے مستری اولیویرا کی آنکھیں کنکریلی مٹی کے بادلوں سے پتھرا کر رہ گئیں۔ اولیویرا نے بعد میں بتایا کہ وہ دونوں بہنیں جن کے ہاتھ میں نے تھامے ہوئے تھے مٹی کے بادلوں یا سرد ہواؤں کے جھکڑوں کی وجہ سے میرے ہاتھوں سے چھُوٹ گئیں اور پھر اُن کا کچھ پتہ نہ چلا۔ حیرت ہے تو اس بات پر کہ میں کسی نہ کسی طرح اس کی زد سے بچ کر نکل آیا۔ برف کا یہ سیلِ عظیم وادی کے آخری سرے پر پہنچ کر دریائے سنٹا میں جا گرا اور اس کا راستہ مسدود کر کے رکھ دیا۔ اُس وقت صرف چھ بجکر ۲۰ منٹ ہوئے تھے یعنی سات منٹ کے اندر اندر پہاڑ کی چوٹی سے لے کر وادی کے آخری سرے تک نو میل لمبا علاقہ برف سے اَٹ جانے کے باعث مکمل تباہی کی آغوش میں جا چکا تھا۔

تیرہ سالہ ہرمینیا میجیا قریبی پہاڑی پر چڑھنے میں کامیاب ہو گئی تھی اُس نے وہاں سے دیکھا کہ دریائے سنٹا اپنے کناروں سے اچھل کر دُور دُور تک پھیل گیا ہے۔ اُس نے اپنے آلوؤں کے کھیتوں کو خود اپنی آنکھوں سے غرق ہوتے دیکھا۔ جب آسمان سے باتیں کرنے والی زرد مٹی کے بادل دوبارہ زمین پر بیٹھے اور میئر کیبلیرو نے دُور ہی سے وادی

کی تباہی و بربادی کا دلدوز منظر دیکھا تو وہ دم بخود ہو کر رہ گئے۔ انہوں نے بعد میں مجھے بتایا کہ اس ہولناک منظر کو دیکھ کر میری یہ حالت ہوئی کہ اوسان خطا ہونے کے باعث میری زبان سے کوئی دعائیہ کلمہ بھی تو نہ نکل سکا اور میں گم سم کھڑا اسے تکتا رہا۔ نادر سیسا جو اپنے بچوں کے لئے روٹی خریدنے گاؤں سے چل کر رنیراہرکہ قصبہ میں آئی تھی، پھر اپنے بچوں کے پاس واپس نہ جاسکی اور نہ اب کبھی وہ واپس لوٹے گی۔ خوشی کی تقریب میں رنگ رلیاں منانے والے، رنیراہرکہ کا رئیس البرٹو منڈز اور اس کا خوبصورت گھر اس آبادی کا ملجا و ماویٰ یعنی گرجا اور اس میں عبادت کرنے والے سب صفحۂ ہستی سے نابود ہو چکے تھے۔

بجلی گھر کے مستری اولیویرا نے مجھے بتایا کہ جب میرے حواس ٹھکانے ہوئے اور میں نے پہاڑی پر سے کھڑے ہوئے دور سے قصبہ کی طرف دیکھا تو وہاں برف اور دلدل کی وسیع و عریض چادر کے سوا مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ ہر طرف سناٹے اور ہو کا عالم تھا۔ اس خیال کے آتے ہی کہ میری بیوی، میرے بچے، میرے ماں باپ اور دوسرے دوست احباب سب کے سب دلدل اور برف کی اس چادر کے نیچے دبے پڑے ہیں، میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور میری ہچکی بندھ گئی۔

یہ تھی غم و اندوہ کی وہ وادی جس میں تباہی و بربادی کے پندرہ روز بعد تین ساتھیوں سمیت میں وہاں پہنچا۔ ہم اس ہولناک تباہی کی تفصیلات حاصل کرنے وہاں گئے تھے جس نے سات منٹ کے اندر اندر آٹھ بستیوں اور سرکاری اندازے کے مطابق تین ہزار پانچ سو انسانوں کو صفحۂ ہستی سے نابود کر کے رکھ دیا۔ اندازہ ہے کہ دس ہزار بھیڑیں اور دوسرے مویشی اس کی نذر ہو گئے۔"

(تلخیص و ترجمہ از "دی نیشنل جیوگرافک بابت جون ۱۹۶۲ء)

ضروری اعلان

۱۔ خریداران ماہنامہ انصار اللہ جن کا سالانہ چندہ اکتوبر میں ختم ہو رہا ہے۔ وہ ازراہِ کرم نئے سال کا چندہ اجتماع انصار اللہ کے موقع پر خود یا اپنی مجلس کے نمائندہ کے ذریعہ ادا فرما دیں۔

۲۔ جناب پوسٹماسٹر جنرل لاہور نے رسالوں وغیرہ کے گم ہونے کی شکایات کے تدارک کے لئے جملہ ڈاکخانہ جات میں خریداران رسائل کا ریکارڈ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جملہ خریداران ماہنامہ "انصار اللہ" سے درخواست ہے کہ وہ اپنے نام و پتے مقامی ڈاکخانہ (جہاں سے انہیں ماہنامہ بذریعہ ڈاک تقسیم ہوتا ہے) کے متعلقہ رجسٹر میں درج کرا دیں، تاکہ ماہنامہ نہ ملنے کی صورت میں ضروری کارروائی ہو سکے۔

(منیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت سے ڈنمارک کے ایک نو مسلم احمدی کی ملاقات

(جناب عبد السلام میڈسن آف ڈنمارک)

ہمارے ڈنمارک کے نو مسلم احمدی جناب عبد السلام میڈسن (Mr. A. S. Madson) ایک نہایت مخلص اور علم دوست نوجوان ہیں۔ انہوں نے چند سال پیشتر عیسائیت ترک کر کے جماعت احمدیہ کے سکنڈے نیوین مشن کے ذریعہ اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے اسلام اور احمدیت کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے چنانچہ وہ اسلامی علوم میں کافی دسترس رکھتے ہیں۔ اس سال جولائی میں انہیں متحدہ عرب جمہوریہ کے دار الحکومت قاہرہ جانے کا اتفاق ہوا۔ قاہرہ میں قیام کے دوران انہوں نے مصر کی مشہور دینی یونیورسٹی جامعۃ الازہر کے سربراہ علامہ محمود شلتوت سے بھی ملاقات کی اور علامہ موصوف سے بعض دینی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ انہوں نے اپنی اس ملاقات کا حال ایک انگریزی مضمون کی شکل میں تحریر کیا ہے جو انگریزی ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز ربوہ کی اکتوبر ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے۔ شیخ الازہر کے ساتھ ان کی جو گفتگو ہوئی تھی وہ ساتھ کے ساتھ اُس کے نوٹس لیتے رہے تھے چنانچہ مضمون میں انہوں نے ان نوٹس کی مدد سے یہ ساری گفتگو بھی پوری احتیاط اور صحت کے ساتھ قلمبند کی ہے۔ یہ گفتگو بہت دلچسپ اور اہم ہے۔ ہم افادۂ احباب کی غرض سے اس گفتگو کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ (ادارہ)

"میں ۲۴ جولائی ۱۹۶۲ء کو اپنے قبل دوپہر شیخ الازہر علامہ محمود شلتوت کے بیرونی دفتر میں پہنچا۔ یہ وہی علامہ موصوف ہیں جنہوں نے وفاتِ مسیح کے حق میں فتویٰ دیا ہے اور اپنے اس فتویٰ کی وجہ سے بہت وسیع شہرت کے حامل ہیں۔ متحدہ عرب جمہوریہ کی وزارتِ تعلیم کے محکمۂ ثقافتی تعلقات کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر محمد بالومی ابراہیم بھی اُس وقت میرے ساتھ تھے تاہم وہ میرے ہمراہ شیخ الازہر کے پاس نہیں گئے بلکہ اس محکمہ کے ایک اور انگریزی دان صاحب نے جن کا نام غالباً ڈاکٹر بہی تھا ترجمان کے فرائض ادا کئے۔ شیخ الازہر کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں علامہ موصوف سے کس امر کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ذہن میں پہلے سے کوئی موضوع تو نہ تھا تاہم ان کے دریافت کرنے پر میں نے کاغذ کے ایک پرزہ پر "رفع عیسیٰ علیہ السلام" کے الفاظ لکھ دئے۔ اس کے بعد ہم ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے جس میں شیخ الازہر ایک بڑی سی کرسی پر تشریف فرما تھے اور پانچ یا چھ دیگر علماء بھی ان کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ گذشتہ سال کی شدید علالت کے بعد سے علامہ شلتوت ہفتہ میں صرف دو بار ہی یونیورسٹی آتے ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے

بعد ان سے حسب ذیل گفتگو ہوئی :-

شیخ الازہر :- (کاغذ کے پرزہ پر نظر ڈالتے ہوئے) "مسیح علیہ السلام کے متعلق ہمارا عقیدہ وہی ہے جو احمدیوں کا عقیدہ ہے۔ وہ اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے۔ ان کا رفع روحانی تھا۔ مزید برآں لفظ 'توفی' کے معنی ہیں موت کے بعد کسی کی روح کو اوپر اٹھا لینا۔ ان معانی کی روزمرہ عربی محاورہ سے بھی توثیق ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔ ان کی روح اسی طرح آسمان میں ہے جس طرح تمام دوسرے نبیوں اور نیک لوگوں کی ارواح آسمان میں ہیں"۔

شیخ الازہر نے ابھی اتنا ہی فرمایا تھا کہ آس پاس بیٹھے ہوئے دوسرے علماء نے شیخ الازہر پر زور دیا کہ وہ مجھ سے بعض سوالات پوچھیں۔ ان کی باہمی گفتگو کے دوران میں نے ایک سے زائد مرتبہ انہیں "مرزا غلام احمد" کے الفاظ کہتے ہوئے سنا۔

شیخ الازہر :- "کیا آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "خاتم النبیین" ہونے پر ایمان رکھتے ہیں؟"

عبد السلام :- "یقیناً ہم احمدی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو "خاتم النبیین" قرار دیا ہے تو کوئی مسلمان کیسے اس کا انکار کر سکتا ہے"۔

شیخ الازہر :- "کیا آپ حدیث لانبی بعدی کو بھی درست مانتے ہیں جس کے معنی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں؟"

عبد السلام :- "اس کا تعلق 'نبی' کی تعریف سے ہے۔ اگر 'نبی' کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نئی شریعت لانے والا یعنی صاحب الکتاب تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ حسب آیت الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا شریعت کا اکمال ہو چکا اور قرآن مجید کی شکل میں یہ اپنے اتمام کو پہنچ چکی۔ اب قیامت تک اس کی کوئی آیت نہ منسوخ ہو سکتی ہے اور نہ تبدیل اور نہ اس میں کسی اور آیت کا اضافہ ہو سکتا ہے۔ لیکن 'نبی' کا لفظ اپنے لغوی اور لفظی معنوں کی رو سے اس شخص پر بولا جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوتی ہو اور وہ اس وحی کی بنیاد پر مستقبل کے بارہ میں پیشگوئیاں کرتا ہو۔ اس موخر الذکر مفہوم کے اعتبار سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتا ہے"۔

شیخ الازہر :- "کیا ایسے شخص کی وحی اسی قسم کی ہو گی جس قسم کی وحی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی

تھی ؟"

عبد السلام :۔ " ہر وحی کا منبع ایک ہی ہوتا ہے کیونکہ وحی خواہ کسی پر نازل ہو خدا کی طرف سے ہی آتی ہے البتہ ایک امتی کی وحی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے مشابہ نہیں ہوسکتی کیونکہ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں امتی کی وحی تشریعی نہیں ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے "۔

شیخ الازھر :۔ " ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ الہام ہوسکتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی آسکتی ہے "۔

یہ بات واضح نہ ہوسکی کہ شیخ الازہر کی مراد کسی بھی وحی سے تھی یا کسی خاص قسم کی وحی سے۔ معلوم یہی ہوتا ہے کہ اُن کی مراد دوسرے درجہ کی وحی سے تھی یعنی ایسی وحی سے جو تشریعی وحی کے ماسوا ہو۔

عبد السلام :۔ " میں جناب والا سے ایک سوال پوچھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کیا جناب والا کے خیال میں احمدی مسلمان ہیں ؟"

شیخ الازھر :۔ " جیسا کہ آپ نے واضح کیا ہے اگر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "خاتم النبیین" ہونے پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ پورے پورے مسلمان ہیں ـــــ لیکن 'شرع محمدی' سے جس کا آپ نے بار بار ذکر کیا ہے آپ کیا مراد لیتے ہیں ؟"

عبد السلام :۔ " مختصر سے وقت میں اسے چند فقروں میں تفصیل کے ساتھ بیان کرنا مشکل ہے تاہم ڈنمارک کے ہم احمدی مسلمان اپنے دینی فرائض مسلّمہ اور معروف طریق پر ہی ادا کرتے ہیں یعنی یہی کہ خدا کی وحدانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار اور اس کی شہادت، پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی، رمضان کے روزے رکھنا وغیرہ وغیرہ "۔

شیخ الازھر :۔ " اور حج ؟"

عبد السلام :۔ " ہاں میری بڑی خواہش ہے کہ میں جلد مکہ معظمہ کا حج کرنے کے قابل ہوسکوں اور انشاء اللہ ضرور حج کروں گا "۔

شیخ الازھر :۔ " 'جہاد' کے متعلق آپ کا کیا نظریہ ہے ؟"

عبد السلام :۔ " اس بارہ میں ہمارا وہی نظریہ ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔ سورہ حج کی رو سے جہاد کی اجازت اُس جارحیت کو روکنے کے لئے دی گئی ہے جو مذہبی آزادی کو ختم کرنے کی غرض سے روا رکھی جائے مزید برآں جہاد کی مختلف قسمیں ہیں مثال کے طور پر جہاد بالسیف اور جہاد بالقرآن وغیرہ۔ ان میں سے جہاد بالسیف صرف اور صرف مذہبی آزادی کا دفاع کرنے کے لئے ہوتا ہے "۔

شیخ الازھر :۔ " اور جارحانہ حملے کے دفاع کو آپ کیا نام دیں گے۔ کیا آپ کے نزدیک تین طاقتوں (برطانیہ،

فرانس اور اسرائیل) کی جارحیت کے خلاف ہماری جنگ جہاد نہ تھی؟"

عبد السلام:- "بے شک جہاد کے لئے ایک واضح شرط یہ ہے کہ حملہ وقوع میں آجائے۔ اب اگر انگریزوں اور فرانسیسیوں نے عیسائیت کو فروغ دینے کی نیت سے اسلام کو نیست و نابود کرنے اور نظری اور عملی لحاظ سے اسلام کی اشاعت کو روکنے کے لئے حملہ کیا ہوتا تو پھر یقیناً انگریزوں، فرانسیسیوں اور اسرائیلیوں کے خلاف لڑنا جہاد ہی کہلاتا لیکن جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے یہ جہاد نہ تھا البتہ یہ ایک برحق دفاعی جنگ ضرور تھی۔"

میرا جواب سُن کر شیخ الازہر مسکرائے اور میرے نظریہ کی توثیق کی۔ اس کے بعد چلنے سے قبل ان کی طرف سے واضح خواہش کے اظہار پر میں نے قرآنِ مجید کے بعض حصّوں کی تلاوت کی۔ تلاوت سُننے کے بعد اُنہوں نے "مبارک، مبارک" کہہ کر مجھے دعا دی نیز ہرینگ میں ہماری (یعنی ڈنمارک کے احمدیہ مشن کی جس کا میں پہلے ذکر کر چکا تھا) تائید اور حمایت کا وعدہ کیا اور آخر میں فرمایا "آپ روزانہ قرآنِ مجید کی تلاوت کیا کریں خدا کا فضل آپ کے شاملِ حال ہو گا۔"

انصار اللہ کے زیرِ اہتمام اطفال الاحمدیہ کا تحریری مقابلہ

ہر سال انصار اللہ کی طرف سے دو ایسے اطفال کو جو علمی لحاظ سے ممتاز سمجھے گئے ہوں سال بھر کے لئے پوری اور نصف فیس کے برابر وظیفے دیئے جاتے ہیں۔ اس کے لئے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اطفال کا تحریری و زبانی امتحان ہوتا ہے۔ امسال تحریری امتحان ۲۶ر اکتوبر بروز جمعہ ۸ بجے صبح سے ۱۰ بجے صبح تک تعلیم الاسلام کالج ہال میں منعقد ہوگا۔ اور زبانی امتحان ۲۷ر اکتوبر کو صبح سات بجے شروع ہو گا۔ جگہ کا اعلان تحریری امتحان کے وقت کر دیا جائیگا۔ والدین کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچّوں کو اِس امتحان کے لئے بھجیں۔

امتحان میں شامل ہونے والے قلم، دوات اور کاغذ ساتھ لائیں۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

بچوں کا صفحہ

ہمارے آقا کا بچپن

بچو! تمہیں ہم سب کے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بچپن کا ایک واقعہ سُناتے ہیں - یہ واقعہ بہت دلچسپ اور سبق آموز ہے - اِس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور کو چھوٹی عمر میں بھی دین کی باتوں کا کس قدر علم تھا - اور حضور چھوٹی عمر کے باوجود بڑی عمر کے لوگوں کو تبلیغ کرنے سے نہیں ہچکچاتے تھے - حضور نے یہ واقعہ تفسیر کبیر میں بیان فرمایا ہے -

حضور فرماتے ہیں مَیں ابھی بچہ ہی تھا کہ ایک دفعہ میں حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ دہلی میں اپنی ننھیال گیا - ہم وہاں اپنی رشتہ کی ایک نانی کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے - اُن کے ایک بھائی جو حیدر آباد دکن میں رہتے تھے - اُن سے ملنے کے لئے وہاں آ گئے - وہ بھی نانی کی طرح بہت بوڑھے تھے - اُن کی عمر ستر برس کے قریب تھی - انہوں نے ایک دن مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا میاں یہ تو بتاؤ تمہارا اور دوسرے مسلمانوں کا آپس میں کس بات پر اختلاف ہے ؟ مَیں اُس وقت چھوٹا تھا - زیادہ علمی باتیں تو نہ جانتا تھا - تاہم مَیں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور دوسرے مسلمان کہتے ہیں وہ زندہ ہیں - وہ کہنے لگے تم کس طرح کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں ؟ مَیں نے فوراً قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی :-

يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ
وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ
مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ
جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ
فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ
يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ

(آل عمران آیت ۵۶)

یعنی اُس وقت کو یاد کرو جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور جو تیرے پیرو ہیں انہیں ان لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔

یہ آیت پڑھنے کے بعد مَیں نے کہا دیکھئے اِس میں

صاف لکھا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا اور پھر تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ پس وفات پہلے ہے اور اپنی طرف اُٹھانے کی بات بعد میں ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یہ سُن کر وہ بہت متأثر ہوئے اور کہنے لگے میاں بات تو تمہاری بہت معقول ہے نانی بہت متعصب تھیں۔ انہوں نے جو ایک بڑی عمر کے آدمی کو بچے کی اس طرح تائید کرتے دیکھا تو خفا ہو کر بات وہیں ختم کرا دی۔ (بحوالہ تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ دوم ص۲۷۸)

احمدی بچوں کو غور کرنا چاہیئے کہ بچپن ہی میں حضور کو دین کی باتوں کا کتنا علم تھا۔ اور اس طرح حضور بڑی عمر کے لوگوں کو بھی لاجواب کر دیتے تھے۔ ہر احمدی بچے کو چاہیئے کہ وہ بھی اسی طرح دین کا علم حاصل کرے تاکہ وہ چھوٹی عمر میں بھی تبلیغ کے ثواب سے محروم نہ رہے ؎

قرآن مجھ کو دے دے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایمان مجھ کو دے دے عرفان مجھ کو دے دے
قربان جاؤں تیرے قرآن مجھ کو دے دے

ہم کو تری رفاقت حاصل رہے ہمیشہ
ایسا نہ ہو کہ دھوکا شیطان مجھ کو دے دے

دُھل جائیں دل بدی سے سینے ہوں نور سے پُر
امراضِ رُوح کا وہ درمان مجھ کو دے دے

دجّال کی بڑائی میں خاک میں ملا دوں
قوّت مجھے عطا کر سُلطان مجھ کو دے دے

ہو جائیں جس سے ڈھیلی سب فلسفے کی چولیں
میرے حکیم ایسا برہان مجھ کو دے دے

(کلامِ محمود)

پروگرام سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

۲۶ ر اخاء / اکتوبر ۱۳۴۱ ہش / ۱۹۶۲ء بروز جمعۃ المبارک

اجلاس اوّل

۳-۰۰ تا ۳-۸ بعد دوپہر	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ محمد رمضان صاحب
۳-۸ تا ۳-۲۲	دُعا و افتتاح	حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے سے درخواست کی جائیگی
۳-۲۲ تا ۳-۲۵	عہد	
۳-۲۵ تا ۳-۲۷	تقسیم عَلَم انعامی	
۳-۲۷ تا ۳-۳۵	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۳-۳۵ تا ۳-۵۰	درس قرآن مجید	محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ
۳-۵۰ تا ۴-۵	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس قائد تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ
۴-۵ تا ۴-۲۰	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	محترم مولانا ابو العطاء صاحب قائد اصلاح و ارشاد " "
۴-۲۰ تا ۴-۳۵	ہمارا سالانہ اجتماع دعاؤں اور ذکر الٰہی کے دن اور راتیں	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ
۴-۳۵ تا ۵-۵	تفریحی کھیلیں	
۵-۵ تا ۵-۲۵	وقفہ برائے زیارت شعائر اللہ	
۵-۲۵ تا ۷-۳۰	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس دوم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰	تلاوت قرآن مجید	مکرم حافظ شفیق احمد صاحب
۷-۴۰ تا ۷-۵۰	نظم	مکرم محمد احمد صاحب انور
۷-۵۰ تا ۸-۱۵	سالانہ رپورٹ مجلس انصار اللہ مرکزیہ	قائدین مرکزیہ
۸-۱۵ تا ۹-۱۵	مجلس شوریٰ	
۹-۱۵ تا ۹-۳۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس

شب بخیر

۲۷ ر اخاء / اکتوبر ۱۳۴۱ ہش / ۱۹۶۲ء بروز ہفتہ

اجلاس سوم

۴-۳۰ تا ۵-۰۰	نماز تہجد

۵-۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	
۵-۲۵ تا ۵-۵۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری قائد اصلاح و ارشاد
۵-۵۰ تا ۷-۰۰	ذکر حبیب علیہ السلام	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے پانچ بزرگ صحابی اپنی روایات
۷-۰۰ تا ۸-۳۰	ناشتہ	بیان فرمائیں گے۔

اجلاس چہارم

۸-۳۰ تا ۸-۴۰	تلاوت قرآن مجید	مکرم محمد احمد صاحب انور
۸-۴۰ تا ۸-۵۰	نظم	مکرم محمد نصیب صاحب عارف (کوئٹہ)
۸-۵۰ تا ۹-۰۵	درس قرآن مجید	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ
۹-۰۵ تا ۹-۱۷	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے
۹-۱۷ تا ۹-۳۰	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری
۹-۳۰ تا ۹-۴۵	حضرت مسیح موعودؑ کے دو ممتاز صحابہؓ کی سیرت	مکرم شیخ عبد القادر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ
۹-۴۵ تا ۱۰-۰۵	ذکر حبیب علیہ السلام	مکرم قاضی محمد عبد اللہ صاحب۔ صوفی محمد رفیع صاحب
۱۰-۰۵ تا ۱۰-۲۰	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت اور دعا کی تحریک۔	مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
۱۰-۲۰ تا ۱۱-۲۰	انعامی تقریری مقابلہ	زیر صدارت مکرم بالو قاسم الدین صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ

منصفین	عنوانات
۱۔ بابو شمس الدین خانصاحب پشاور	۱۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کیا انقلاب برپا کیا۔
۲۔ چوہدری انور حسین صاحب شیخوپورہ	۲۔ مسلمانوں کی حالت کیسے سدھر سکتی ہے۔
۳۔ مکرم میر محمد بخش صاحب گوجرانوالہ	۳۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غیروں سے سلوک۔
۴۔ چوہدری احمد مختار صاحب کراچی	۴۔ صحابہ کرامؓ کا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق۔
	۵۔ صرف اسلام ہی کے ذریعہ دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔
	۶۔ حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی شاندار دینی خدمات۔

نوٹ:۔ مقابلہ میں شریک ہونیوالے احباب کی تعداد کو مدنظر رکھ کر ہر مقرر کو وقت دیا جائے گا۔

۱۱-۲۰ تا ۱۱-۵۰ سوال و جواب

نوٹ:۔ ایسے سوالات دریافت کرنیکی اجازت نہ ہوگی جن کا تعلق اختلافی عقائد سے ہو یا جن کا تعلق فرقہ وارانہ مسائل یا سیاسیات سے ہو	۱۔ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ۲۔ مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس ۳۔ مکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری

۵۰-۱۱ تا ۰۰-۱۲	نظم	۴۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۰۰-۱۲ تا ۳۰-۲	وقفہ برائے نماز ظہر و عصر و طعام	

اجلاس پنجم

۳۰-۲ تا ۴۰-۲	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ محمد رمضان صاحب
۴۰-۲ تا ۵۰-۲	نظم	مکرم محمد احمد صاحب انور
۵۰-۲ تا ۲-۳	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتیٔ سلسلہ
۲-۳ تا ۱۵-۳	، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ
۱۵-۳ تا ۲۵-۳	نظم	
۲۵-۳ تا ۴۰-۳	قبولیتِ دعا کی دو مثالیں	محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
۴۰-۳ تا ۵۵-۳	صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں خدمتِ دین کی تڑپ	مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ہائے احمدیہ لائلپور
۵۵-۳ تا ۵-۴	نظم	
۵-۴ تا ۲۵-۴	بُنیانٌ مرصوص (اسلامی اخوت کی برکات)	مکرم چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعتِ احمدیہ منٹگمری
۲۵-۴ تا ۴۵-۴	صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہدایات	مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
۴۵-۴ تا ۰۰-۵	نظم	مکرم میاں عبد الکریم صاحب
۰۰-۵ تا ۳۵-۵	تفریحی کھیلیں	
۳۵-۵ تا ۳۰-۷	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس ششم

۳۰-۷ تا ۴۰-۷ بعد نماز مغرب و عشاء۔ تلاوت قرآن مجید		مکرم حافظ شفیق احمد صاحب
۴۰-۷ تا ۵۰-۷	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۵۰-۷ تا ۵-۸	تقسیم انعامات	
۵-۸ تا ۲۰-۸	احمدیت کے تقاضے	مکرم مرزا عبد الحق صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ سابق پنجاب
۲۰-۸ تا ۱۵-۹	مجلس شوریٰ	
۱۵-۹ تا ۳۰-۹	درس قرآن مجید	مکرم مولانا ابو العطاء صاحب

شب بخیر

۲۸- اخاء/اکتوبر ۱۳۴۱ ہش/۱۹۶۲ء بروز اتوار

اجلاس ہفتم

۴-۳۰ تا ۵-۰۰	نماز تہجد	
۵-۰۰ تا ۵-۳۵	نماز فجر	
۵-۳۵ تا ۶-۰۰	درس قرآن مجید	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس فاضل
۶-۰۰ تا ۷-۰۰	ذکر حبیب علیہ السلام	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند صحابہ کرام اپنی روایات بیان فرمائیں گے نیز بعض صحابہ کی روایات کے ٹیپ ریکارڈ سنائے جائیں گے انشاء اللہ
۷-۰۰ تا ۸-۳۰	ناشتہ وغیرہ	

اجلاس ہشتم

۸-۳۰ تا ۸-۴۰	تلاوت قرآن مجید	مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب فاضل
۸-۴۰ تا ۸-۵۰	نظم	مکرم محمد نصیب صاحب عارف
۸-۵۰ تا ۹-۰۵	درس قرآن مجید	محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ
۹-۰۵ تا ۹-۲۰	درس حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم	مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل
۹-۲۰ تا ۹-۳۵	درس کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل
۹-۳۵ تا ۹-۵۵	محاسبۂ نفس	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل
۹-۵۵ تا ۱۰-۱۵	سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ فاضل
۱۰-۱۵ تا ۱۰-۲۵	نظم	قریشی عبدالرحمٰن صاحب (سکھر)
۱۰-۲۵ تا ۱۰-۴۰	اسلام کی نشاۃ ثانیہ از روئے قرآن مجید	مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس فاضل
۱۰-۴۰ تا ۱۰-۵۵	" " " احادیث النبیؐ	مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل
۱۰-۵۵ تا ۱۱-۱۰	" " الہامات حضرت مسیح موعودؑ	مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم اے
۱۱-۱۰ تا ۱۱-۲۵	جماعت احمدیہ تبلیغ کے میدان میں	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ
۱۱-۲۵ تا ۱۱-۵۵	خطاب	صدر محترم مجلس انصاراللہ
۱۱-۵۵ تا ۱۲-۰۰	عہد و دعا	

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین ط

خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ
(احقر) محبوب عالم خالد
قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ

مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت میں بسر ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ھیں :—

''میری حالت جو ہے وہ خداوند کریم خوب جانتا ھے اس نے مجھ پر کامل طور پر اپنی برکتیں نازل کی ھیں اور اتباع نبوی میں ایک گرم جوش فطرت بخش کر مجھے بھیجا ھے کہ تا حقیقی متابعت کی راھیں لوگوں کو سکھلاؤں اور ان کو اس علمی و عملی ظلمت سے باھر نکالوں جو بوجہ کم توجہی ان پر محیط ھو رھی ھے ۔۔۔۔۔۔
اس مولیٰ کریم کا اس وجہ سے بھی شکر کرتا ھوں کہ اس نے ایمانی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ھے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں ۔ اگرچہ میں اس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ھوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ھیں ۔ سو میں جانتا ھوں کہ اگرچہ میں اکیلا ھوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں ۔ وہ مولا کریم میرے ساتھ ھے اور کوئی اس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں ۔ اسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ روح ملی ھے کہ دکھ اٹھا کر بھی اس کے دین کے لئے خدمت بجا لاؤں اور اسلامی مہمات کو بشوق و صدق تمام تر انجام دوں ۔ اس کام پر اس نے آپ مجھے مامور کیا ھے ۔ اب کسی کے کہنے سے میں رک نہیں سکتا اور نہ نعوذباللہ اس کے الہامی احکام کو بنظر استخفاف دیکھ سکتا ھوں بلکہ ان مقدس حکموں کی نہایت تکریم کرتا ھوں اور چاھتا ھوں کہ میری ساری زندگی اسی خدمت میں صرف ھو اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وھی زندگی ھے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ھو ۔ ورنہ اگر انسان ساری دنیا کا بھی مالک ھو جائے اور اس قدر وسعت معاش حاصل ھو کہ تمام سامان عیش کے جو دنیا میں ایک شہنشاہ کے لئے ممکن ھیں وہ سب عیش اسے حاصل ھوں پھر بھی وہ عیش نہیں بلکہ ایک قسم عذاب کی ھے جس کی تلخیاں کبھی ساتھ ساتھ اور کبھی بعد میں کھلتی ھیں ۔ ،،

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴ تا ۳۶)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں طبع ھوا ۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible]

نمبر شمار	نام مجلس	نام انصار امتحان دهندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام مجلس	نام انصار اللہ امتحان دهندگان	ڈویژن
۲۵	پشاور	مرزا عبدالمجید صاحب	فرسٹ	۴۸	کراچی	محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	فرسٹ
۲۶		مولوی محمد الطاف صاحب	〃	۴۹		ملک عبدالرحمٰن صاحب	〃
۲۷		مولوی عبدالکریم صاحب	〃	۵۰		حاجی عبدالکریم احمدی صاحب	〃
۲۸		خواجہ محمد شریف صاحب	〃	۵۱		محمد ابراہیم صاحب	تھرڈ
۲۹	مستی باڈہ لاڑکانہ	محکم الدین صاحب جتوئی	〃	۵۲		عبدالحمید صاحب	فرسٹ
۳۰	کوئٹہ	ایم احمد صاحب بھٹی	〃	۵۳		آفتاب احمد صاحب بسمل	〃
۳۱		محمد نصیب صاحب عارف	〃	۵۴		خادم حسین صاحب	سیکنڈ
۳۲		برکت اللہ صاحب ملک	〃	۵۵		چوہدری عزیز اللہ صاحب	〃
۳۳		قاضی شریف الدین صاحب	سیکنڈ	۵۶		عبدالمجید صاحب	فرسٹ
۳۴		احمد الدین صاحب بٹ	فرسٹ	۵۷		شیخ محمد یعقوب صاحب	〃
۳۵		صوبیدار نواب الدین صاحب	〃	۵۸		چوہدری نذیر احمد صاحب	〃
۳۶		سید عبدالرشید صاحب	〃	۵۹		عبدالعزیز صاحب	〃
۳۷		ماسٹر عبدالکریم صاحب	〃	۶۰		ڈاکٹر جلال الدین صاحب	〃
۳۸		صوبیدار محمد شریف احمد بی اے	〃	۶۱		مرزا عبدالرحمٰن صاحب	〃
۳۹		محمد عبدالحق جنجوعہ	سیکنڈ	۶۲		چوہدری احمد مختار صاحب	〃
۴۰		غلام مصطفےٰ صاحب صادق	〃	۶۳		مرزا عبدالرحمٰن صاحب	تھرڈ
۴۱		محمد عیسیٰ جان صاحب	فرسٹ	۶۴		سید محمد یوسف شاہ صاحب	فرسٹ
۴۲		محمد اسحاق صاحب عابد	〃	۶۵		مستری محمد حسین صاحب	سیکنڈ
۴۳	کراچی	محمد حمید احمد صاحب	〃	۶۶		ڈاکٹر ظہور حسن خان صاحب	فرسٹ
۴۴		محمد یوسف صاحب انجینئر	〃	۶۷		عبدالکریم صاحب	سیکنڈ
۴۵		نصیر احمد صاحب	سیکنڈ	۶۸		کرم الدین صاحب	تھرڈ
۴۶		چوہدری سلطان محمود احمد صاحب	فرسٹ	۶۹		صوفی عبدالحکیم	فرسٹ
۴۷		صدرالدین صاحب کھوکھر	سیکنڈ	۷۰		غلام احمد صاحب	〃

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دھندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دھندگان	ڈویژن
۷۱	کراچی	رفیع الزمان خاں صاحب	فرسٹ	۹۴	گوبیکی ضلع گجرات	پیر محمد اکبر صاحب سقراط	فرسٹ
۷۲		محمد عبداللہ صاحب مہر	〃	۹۵		خوشی محمد صاحب	〃
۷۳		چوہدری احمد خان صاحب	〃	۹۶		ماسٹر اللہ دتہ صاحب	〃
۷۴		بشیر احمد صاحب	〃	۹۷	دارالرحمت غربی غلہ منڈی	خان میر صاحب	〃
۷۵	سمبڑیال	محمد امین صاحب احمدی	〃	۹۸		محمد عبداللہ صاحب	〃
۷۶		ملک سراج الدین صاحب	〃	۹۹		حکیم عبدالرحمٰن شاہ صاحب	〃
۷۷		قاضی محمد ابراہیم صاحب	〃	۱۰۰		ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب	〃
۷۸	جہلم شہر	حکیم عبداللہ صاحب	〃	۱۰۱		عبدالمنان شاہ صاحب	〃
۷۹		عبدالکریم صاحب	〃	۱۰۲	چک ۹۷ کالووالہ	سیف الرحمٰن خان صاحب	〃
۸۰		ڈاکٹر عبدالحق صاحب ملک	تھرڈ	۱۰۳		عبداللطیف خاں جاوید	〃
۸۱		حوالدار محمد ابراہیم صاحب	فرسٹ	۱۰۴	بکھو بھٹی	محمد اکمل صاحب	〃
۸۲		سید زمان شاہ صاحب	〃	۱۰۵	سرگودھا شہر	چوہدری رحمت علی صاحب مسلم	〃
۸۳	فیکٹری ایریا ربوہ	ملک بشارت احمد صاحب	〃	۱۰۶		حافظ عبدالکریم صاحب خوشابی	〃
۸۴		ماسٹر سعداللہ خان صاحب	〃	۱۰۷	دار برکت	سید لال شاہ صاحب	〃
۸۵		مرزا دین محمد صاحب	〃	۱۰۸	خوشاب	عبدالرحیم خان صاحب	〃
۸۶		خان محمد صاحب گوندل	〃	۱۰۹		الحاج ملک عمر خطاب صاحب	〃
۸۷		محمد عبداللہ صاحب	〃	۱۱۰	دارالصدر شرقی	ماسٹر حمید احمد صاحب سنیاسی	〃
۸۸		احمد علی صاحب اسلم معلم وقف جدید	〃	۱۱۱		بشیر احمد صاحب	〃
۸۹		ٹھیکیدار محمد رمضان صاحب	〃	۱۱۲		خواجہ عبیداللہ صاحب	〃
۹۰		چوہدری فضل الٰہی صاحب	〃	۱۱۳	دارالنصر شرقی	بابو محمد بخش صاحب	〃
۹۱		چوہدری محمد احمد صاحب	〃	۱۱۴		بابو بشیر احمد صاحب	〃
۹۲		مرزا محمد یعقوب صاحب	〃	۱۱۵	حلقہ گولبازار	قریشی فضل حق صاحب	〃
۹۳	گوبیکی ضلع گجرات	پیرزادہ فیض عالم صاحب	〃	۱۱۶		محمد اکمل صاحب قریشی	〃

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دھندگان	ڈویژن
۱۱۷	دارالبرکات	ماسٹر امام علی صاحب انصاری	فرسٹ
۱۱۸		ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب	"
۱۱۹		ڈاکٹر شبیر محمد عالی صاحب	"
۱۲۰		چوہدری محمد اسحاق صاحب	"
۱۲۱		ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	"
۱۲۲		مرزا محمد صادق صاحب	"
۱۲۳	دارالرحمت وسطی	میاں عطاء الرحمن صاحب	"
۱۲۴		عبدالغنی صاحب	"
۱۲۵	دارالرحمت شرقی	غلام محمد صاحب	"
۱۲۶		محمد یوسف صاحب مدرس	"
۱۲۷		سید محمد محسن صاحب	"
۱۲۸		چوہدری فضل احمد صاحب	"
۱۲۹	باب الابواب	چوہدری علی اکبر صاحب	"
۱۳۰	دارالنصر غربی	ملک گل محمد صاحب	"
۱۳۱		ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب	"
۱۳۲	دارالصدر غربی ب	مکرم محمد ابراہیم صاحب ناصر ایم اے	"
۱۳۳		ماسٹر بشیر علی صاحب	"
۱۳۴		سید مسعود مبارک شاہ صاحب	"
۱۳۵		محمد علی صاحب	"
۱۳۶		چوہدری اللہ بخش صاحب	"
۱۳۷	دارالیمن	قاضی غلام نبی صاحب	"
۱۳۸		چوہدری عبداللطیف صاحب	"
۱۳۹		حبیب اللہ صاحب لودھیانوی	"
۱۴۰	دارالیمن	ماسٹر محمد اسماعیل صاحب	فرسٹ
۱۴۱		شیخ سلطان علی صاحب	سیکنڈ
۱۴۲		خلیفہ صلاح الدین صاحب	فرسٹ
۱۴۳		محمد اسماعیل صاحب اسلم	"
۱۴۴		چوہدری غلام رسول صاحب	"
۱۴۵	لاہور	بابو ثناء اللہ خان صاحب	"
۱۴۶		محمد اشرف صاحب	"
۱۴۷		بشیر احمد صاحب	"
۱۴۸		میاں عبدالحفیظ صاحب	"
۱۴۹		محمد افضل صاحب منہاس	"
۱۵۰		سردار بشیر احمد صاحب	"
۱۵۱		عبدالستار صاحب	"
۱۵۲		حکیم جان محمد صاحب	"
۱۵۳		سلطان احمد صاحب	"
۱۵۴		محمد شریف صاحب	"
۱۵۵		عبدالواحد خان صاحب	"
۱۵۶		فقیر اللہ صاحب	"
۱۵۷		چوہدری عنایت اللہ صاحب	"
۱۵۸		ملک فضل کریم خان صاحب	"